احوال و آثار
حضرت علّامہ
عبدالعزیز پرہاروی
چشتی نظامی قدس سرہ السّامی
۱۲۰۶ھ تا ۱۲۳۹ھ
۱۷۹۲ء ۱۸۲۴ء
مرتب
متین کاشمیری
شائع کردہ
مجلس خدّام اسلام لاہور

احوال و آثار

حضرت علامہ

عبدالعزیز پرہاروی

چشتی نظامی قدس سرہ السامی

۱۲۰۶ھ تا ۱۲۳۹ھ
۱۷۹۲ء — ۱۸۲۴ء

مرتب

متین کاشمیری

شائع کردہ

مجلس خدام اسلام لاہور

شناس نامہ کتاب

کتاب	احوال و آثار حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی
تالیف	متین کاشمیری
صفحات	۸۰
کتابت	المدد کمپوزرز۔لاہور
تقطیع	۲۳x۳۴/۱۶
تعداد	۱۰۰۰
سال اشاعت	۱۴۱۳ھ / ۱۹۹۳ء
ناشر	مجلس خدام اسلام' لاہور

ملنے کے پتے

(۱) منصور اصغر صاحب

مجلس خدام اسلام' اونچی مسجد حنفیہ رضویہ' ٹھٹھی ملاحاں' اندرون ٹیکسالی گیٹ' لاہور۔

پوسٹ کوڈ: ۵۴۰۰۰

(۲) متین کاشمیری

ادارہ معارف عزیزیہ۔ وارڈ نمبر ۳' محلہ قاضیاں والا' کاشمیری مارکیٹ' چوک بھلا ہووی (ڈھڈی)

کوٹ ادو' ضلع مظفر گڑھ۔ پوسٹ کوڈ: ۳۴۰۵۰

انتساب

برصغیر پاک و ہند کے ممتاز دانشور، مصنف، موئرخ، محقق، حکیم اہل سنت، محسن ملت، استاذی المکرم جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری چشتی نظامی، قادری، نقشبندی دامت فیوضہم کے نام معنون کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جنہوں نے دینی، روحانی، علمی، ادبی، اخلاقی و سماجی جیسے شعبہ جات سے تعلق رکھنے والوں کی ہر ممکن حوصلہ افزائی فرمائی۔ جو صوفیائے کرام کے فیوض و کمالات عوام الناس تک پہنچانے میں سرگرم عمل ہیں، جنہوں نے نوجوان طبقہ کو اسلامی لٹریچر کی طرف متوجہ کیا، جو بدعقیدگی اور بے دینی کے خلاف سیسہ پلائی دیوار بن گئے، جن کی حق گوئی و بے باکی کے سامنے کوئی دیوار حائل نہ ہو سکی۔

گر قبول افتد زہے عزو شرف!

متین کاشمیری

مندرجات

صفحہ

پیش لفظ

از پروفیسر افتخار احمد چشتی سلیمانی صمدی بانی چشتیہ اکیڈمی، فیصل آباد

حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی چشتی نظامی کی سوانح حیات جناب متین کاشمیری صاحب کی تحقیق ہے جسے انہوں نے احوال آثار حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی کے نام سے ترتیب دیا ہے۔

مجدد سلسلہ چشتیہ محب النبی حضرت مولانا محمد فخرالدین فخرجہاں دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے خلفائے عظام میں قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمتہ اللہ علیہ کا اسم گرامی سب سے نمایاں ہے، جن کے بارے میں حضرت فخرجہاں دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

ماکھن پنجابی لے گیئو چھاچھ پیئے سنسار

حضرت قبلہ عالم نے مہار شریف میں بیٹھ کر ایک عالم کو اپنے فیضان روحانی سے منور فرمایا۔ آپ کے بے شمار خلفاء اور مریدین مجاز تھے جن میں ایک حضرت خواجہ حافظ جمال اللہ ملتانی رحمتہ اللہ علیہ تھے، جنہوں نے ملتان شریف کے تاریخی علمی اور روحانی شہر کو مرکز بنا کر علم و عرفان کا چشمہ فیض جاری کیا۔

آپ کے خلفاء میں حضرت خواجہ خدا بخش خیر پوری رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی کے اسمائے گرامی خاص طور پر نمایاں ہیں۔

علامہ عبدالعزیز پرہاروی حضرت خواجہ حافظ جمال اللہ ملتانی رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد، مرید، خلیفہ مجاز، اور منظور نظر تھے۔ آپ کا شمار سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے عظیم المرتبت مشائخ میں ہوتا ہے۔ آپ نے صرف بتیس سال کی عمر پائی مگر اس قلیل حیات مستعار میں مختلف علوم و فنون بھی حاصل کیے اور ان پر تقریباً دو

سو سے زائد کتب تصنیف فرمائیں۔ جس موضوع کو بھی لیا اس کا حق ادا کر دیا۔ آپ کی تصنیفات میں سے ایک ایسی تصنیف بھی ہے جس کی تلاش مفکر اسلام حکیم الامت حضرت علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ کو بھی تھی۔

مصنف کتاب جناب متین کاشمیری صاحب نے حضرت علامہ پرہاروی کے احوال و آثار کو درج ذیل عنوانات سے مزین کیا۔

آباؤ اجداد، ولادت با سعادت، حصول علم، ارادت و خلافت، خصائل و فضائل، تبحر علمی، غیرت اسلامی و ملی، حق گوئی و بے باکی، ذہانت و نکتہ فہمی، مشرب و مسلک، تحقیق و تنقید، شعر و شاعری، تصنیف و تالیف، مناکحت و اولاد، تلامذہ، وصال و مدفن وغیرہ۔ ابتدا میں کوٹ ادو کی تاریخ پر روشنی ڈالی گئی ہے اور بستی پرہاراں شریف کا تعارف بھی بڑی خوبصورتی سے پیش کیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ کتاب ایک تاریخی دستاویز بھی ہے، خاندان چشتیہ عالیہ کے ایک نامور بزرگ کی سوانح حیات بھی ہے اور ملفوظات و تالیفات سلسلہ چشتیہ کی متبرک تصنیف بھی۔ یقیناً چشتیہ لٹریچر میں یہ تصنیف گراں قدر اضافہ ہے۔ میں اس حقیقت کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ مجھے حضرت علامہ پرہاروی کا مکمل و مفصل تعارف جناب متین کاشمیری کی اس تصنیف سے ہوا۔ سلسلہ عالیہ، چشتیہ نظامیہ فخریہ کی اس عظیم المرتبت شخصیت کے احوال و آثار سے مجھے اس تصنیف سے حقیقی آگہی حاصل ہوئی۔ ایسی بلند پایہ شخصیت پر اس بھرپور انداز میں تحقیق و ترتیب کے بعد اس کتاب کو شائع کرنا جناب متین کاشمیری صاحب کا ہی کام ہے۔ میں تو حیران ہوں کہ کوٹ ادو میں رہ کر تصنیف و تالیف و تحقیق کے ایسے کارنامے سرانجام دینا کتنا کٹھن کام ہے، جسے وسائل کی تمام کمیوں کے باوجود جناب متین کاشمیری صاحب نے سخت کوشش و پیہم کوشی کی بدولت خوبصورتی سے مکمل کیا ہے۔

جناب متین کاشمیری صاحب کی یہ علمی کاوش قابل صد تحسین ہے' میں دلی مبارک باد پیش کرتے ہوئے دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں مزید علمی و تحقیقی کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اہل سلسلہ و ارباب علم و دانش سے امید رکھتا ہوں کہ وہ جناب متین کاشمیری کی بیش از بیش حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ متین کاشمیری صاحب کو دونوں جہانوں میں اجر عظیم عطا فرمائے۔ (آمین' ثم آمین)۔

ہر اک مقام سے آگے مقام ہے تیرا
حیات ذوق سفر کے سوا کچھ اور نہیں

افتخار احمد چشتی سلیمانی صمدی

تعارف

از محمد نعیم طاہر سہروردی ایم۔ اے' بی۔ ایڈ

ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول (سنجر پور) صادق آباد' رحیم یار خان

حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہارویؒ نے اپنے خلیفہ حضرت خواجہ حافظ محمد جمال اللہ ملتانیؒ کے ذریعہ ملتان شریف میں جو علم و عرفان کا چشمہ جاری کیا تھا' اس چشمہ فیضان سے ہزاروں تشنگان معرفت سیراب ہوئے۔ آپ نے ارشاد و تلقین کا ایسا ہنگامہ برپا کیا کہ سارا علاقہ ان کی شعلہ نفسی سے گرم ہوگیا اور آپ کی باطنی تربیت سے کئی حضرات آسمان ولایت پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔ انہی مردان خدا میں سے عالم ربانی' عارف حقانی' کاشف رموز نہانی حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی چشتی نظامی خاص اہمیت کے حامل ہیں۔

آپ ابتدائی عمر ہی میں خانقاہ حافظیہ میں تشریف لے آئے اور حضرت قبلہ حافظ صاحب ملتانیؒ کے زیر سایہ جملہ علوم کی تکمیل کی۔ آپ کو ۲۷۰ علوم پر دسترس حاصل تھی اور علوم ظاہری و باطنی میں یگانہ روزگار تھے۔ حضرت حافظ محمد جمال اللہ ملتانیؒ کی حیات مبارکہ ہی میں آپ کے علمی تبحر و تقدس کو شہرت دوام حاصل ہوگئی تھی۔ آپ اعلیٰ پایہ کے مصنف اور فن تحریر میں یدطولیٰ کے مالک تھے۔ آپ نے صرف بتیس سال کی عمر میں مختلف علوم پر تقریباً دو سو سے زائد کتابیں تصنیف فرمائیں۔ ان میں سے اکثر کتب آج بھی مدارس عربیہ میں بطور نصاب پڑھائی جاتی ہیں' المختصر حضرت علامہ کا وجود مسعود تمام اہل اسلام کے لیے نعمت عظمیٰ سے کم نہ تھا۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ اسلام کے اس عظیم فرزند کا تذکرہ معدوم ہوگیا اور آپ کی کتب بھی زمانہ کی دست برد سے محفوظ نہ رہیں۔

اس بات کی اشد ضرورت تھی کہ آپ کے حالات زندگی سے لوگوں کو اور بالخصوص موجودہ نسل کو روشناس کرایا جائے' چنانچہ متین کاشمیری صاحب نے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور پانچ سال کی شبانہ روز محنت سے "احوال و آثار حضرت علامہ پرہاوری" کے نام سے آپ کے حالات زندگی کا مرقع سجانے میں کامیاب ہو گئے۔ گو ابھی حضرت علامہ پر بہت سا کام ہونا باقی ہے اور آپ کی زندگی کے بہت سے گوشے اجاگر ہونے ہیں' لیکن جناب متین کاشمیری نے حضرت علامہ پر آئندہ تحقیق کرنے والے احباب کے لیے راہ ہموار کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور اپنے ہاں سے اجر عظیم عطا فرمائے۔ فی زمانہ اس بات کی بھی اشد ضرورت ہے کہ حضرت علامہ کی یاد میں کوئی ادارہ قائم کیا جائے' جو آپ کی غیر مطبوعہ کتابوں کو زیور طباعت سے آراستہ کر کے منظر عام پر لائے کہ موجودہ دور میں ان کا مطالعہ مردہ روحوں کے لیے اعجاز مسیحا سے کم نہ ہو گا۔

خادم الفقراء

محمد نعیم طاہر سہروردی

تقریظ

از پروفیسر جناب جعفر بلوچ صاحب

استاد' اردو گورنمنٹ کالج آف سائنس لاہور

حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی اپنے بے مثال علم و فضل کی بنا پر نہ صرف برعظیم بلکہ پورے عالم اسلام کی چند سربرآوردہ شخصیات میں سے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ ان کے حالات و کمالات پر ابھی تک کوئی ایسا تحقیقی کام نہیں ہوا جو ان کے شایان شان کہلا سکے۔ الحمدللہ کہ اب چند فیروز بخت نوجوانوں نے ادھر توجہ کی ہے۔ انہی سعادت آثار نوجوانوں میں جناب متین کاشمیری بھی شامل ہیں۔ آپ نے حضرت علامہ کے حالات زندگی اور فضائل و کمالات نہایت تحقیق و کاوش سے بیان کیے ہیں۔ انہوں نے علم و حکمت کے ایسے خورشید جہاں تاب کا بصیرت افروز تذکرہ لکھا ہے جس کی جہاں تابیوں سے کوئی خیراساس زمانہ بے نیاز نہیں ہوسکتا۔ خدا کرے متین صاحب کی یہ علمی کوشش مشکور ہو اور خلق خدا کے لیے نفع و برکت کا باعث بنے۔

جعفر بلوچ

تقریظ

از مفتی محمد راشد نظامی ایم۔ اے'

جامعہ نظامیہ دارالاحسان' بمدینتہ الاولیاء ' ملتان

سلطان العلماء حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی قدس سرہ آسمان علم و حکمت کے آفتاب درخشاں اور دنیائے عربی و ادب کے نیر تاباں تھے۔ برسوں سے آپ کے نام لیوا قطرہ قطرہ آپ پر کام کر رہے ہیں۔ جناب متین کاشمیری صاحب زاد عمرہ مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے وہ بکھرے موتی یکجا کر دیے ہیں جو یقیناً آنے والے مورخوں اور کام کرنے والے ساتھیوں کے لیے روشنی کا مینار ہیں۔

اللہ تبارک تعالٰی ان اوراق کو شرف قبولیت بخشے اور آپ کے نام لیواؤں کو مزید حوصلہ مندی سے اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین!

عبدالنبی اتہامی

محمد راشد نظامی

دیباچہ

ہر دور میں علمائے حق "العلماء ورثتہ الانبیاء" کے مصداق رہے ہیں اور تاقیامت رہیں گے جنہوں نے قرآن و سنت پر عمل پیرا ہو کر اپنے قول و فعل کی صداقت و اخلاص سے اللہ تعالیٰ عزوجل کا قرب خاص حاصل کیا اور اس کے عشق میں بہ مصداق "العشق نار یحرف ماسوائے" کی بھٹی میں سلگ سلگ کر کندن بنے اور "الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون" کے زمرے میں شمار ہوئے۔ اس بلند مرتبہ اور مقام حاصل کرنے والوں میں بعض حضرات پر فقرو جذب اور بعض پر علم و حکمت کا غلبہ رہا جس سے یہ مقتدر ہستیاں دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور رشد و ہدایت کی لافانی مثال قائم کرتی ہیں اور نمایاں کردار کی حامل ہوتی ہیں۔ ان بزرگان دین کی قابل قدر خدمات اور تعلیمات کو زندہ جاوید اور قائم و دائم رکھنے کے لیے ان کے تلامذہ' مریدین' معتقدین' خلفاء اور جانشینان ان کے اسمائے گرامی کی مناسبت سے سلاسل قائم کرتے ہیں۔ اگرچہ برصغیر پاک و ہند میں اولیائے عظام کے بے شمار سلاسل موجود ہیں مگر ان میں سلسلہ عالیہ چشتیہ نمایاں حیثیت رکھتا ہے' جو بلاد اسلامیہ میں بھی مقبولیت حاصل کر چکا ہے۔ اس سلسلے کے بزرگ جہاں کہیں بھی گئے انہوں نے خلق عظیم اور اخلاص عمل سے دین اسلام کی تبلیغ و ترویج کے لیے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا اور دین کی محیر العقول خدمات سرانجام دیں۔ ضلع مظفر گڑھ کا علاقہ تحصیل کوٹ ادو پاکستان کے وسط میں واقع ہے۔ اس علاقے میں عرصہ دراز سے چشتی سلسلے کے بزرگوں کا اثر و نفوذ ہے۔ انہی بزرگان دین میں برصغیر پاک و ہند کی علمی' ادبی' دینی و روحانی شخصیت شیخ الاسلام حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی قدس سرہ تعالیٰ بھی ہیں' جو حافظ قرآن' عالم باعمل مصنف' مفکر' محدث' مفسر' محقق' ناقد' فقیہ' زاہد' عابد'

مجاہد، صوفی صافی، عارف باللہ، علوم عقلیہ و نقلیہ کے ماہر مجتہد اور ولی کامل تھے جو بے شمار علوم و فنون پر مہارت تامہ رکھتے تھے، آپ کے علمی آثار آپ کی جامعیت، تبحر علمی اور فکری گہرائی کی تصدیق کرتے ہیں اور ان امور کے مقتضی ہیں کہ آپ کے علمی اور فکری کارناموں کے کسی ایک جز کو لے کر اسے خوب سمجھا جائے، تاکہ آپ کے کمالات و فضیلت کا صحیح ادراک ہو سکے۔ ہر زاویہ فکر میں آپ کی شخصیت میں کئی انفرادی پہلو اور امتیازی نقوش نظر آتے ہیں اور یہ امتیازات و نظریات آپ کی علمی و فکری مجتہدانہ قدو قامت کو اتنا بلند و بالا کر دیتے ہیں کہ معاصرین آپ کے مقابلے میں بہت پست قامت نظر آتے ہیں۔ آپ کی علمی حیثیت میں جو انفرادیت مسلم ہے اس کے فکری و نظریاتی عمق میں بدرجہ اتم وسعت و ہمہ گیری پائی جاتی ہے۔ آپ کے فہم میں اعلیٰ درجے کی صحت اور قطعیت، دلائل میں بے پناہ قوت، اخذ نتائج میں بڑی پختگی اور مہارت رائے میں نہایت ثقاہت، صلابت، علم و بیان میں کمال درجہ نظم و ضبط قابل توجہ ہیں۔

جب ہم علامہ پرہاروی کی مجتہدانہ تحقیقات پر نظر دوڑاتے ہیں تو ہم بحر حیرت کی عمیق گہرائی میں ڈوب جاتے ہیں کہ بتیس تینتیس سال کی قلیل عمر میں ایک عجوبہ روزگار شخصیت میں سینکڑوں علوم کے سمندر سمائے ہوئے ہیں۔ تمام زندگی درس و تدریس میں صرف کر دینا، بے شمار علمی تحقیقی ضخیم کتابیں تحریر کرنا، علوم متداولہ، عقلیہ و نقلیہ پر حد درجہ تک عبور حاصل کرنا کہ آپ اپنی ذات میں دانش و تدبر اور علم و حکمت کا روشن باب تھے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ جیسی عظیم الشان عبقری شخصیت کے مقدس سوانح حیات قلمبند کیے جائیں جس سے ہر خاص و عام آپ کے علمی کمالات اور روحانی فیوض و برکات سے مستفید و مستفیض ہو سکے۔ آپ کے حالات و واقعات مختلف مطبوعہ، غیر مطبوعہ، اور قلمی مخطوطات کتب میں بکھرے پڑے ہیں، جنہیں اس رسالہ میں یکجا کرنے کی کوشش

کی گئی ہے۔ جب بھی کوئی تذکرہ نویس یا محقق کسی نابغۂ روزگار شخصیت کی سوانح حیات مدون کرتا ہے تو اس کے پیش نظر صاحب تذکرہ کے فضائل و خصائل کے علاوہ خدمات و تعلیمات بھی ہوتی ہیں۔ اس تذکرہ میں ان سب باتوں کا خاص خیال رکھا گیا ہے تاکہ اہل اسلام ان نفوس قدسیہ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر دنیوی و اخروی زندگی میں سرخروئی حاصل کر سکیں اور اپنے روحانی امراض کو رفع کر کے گمراہی اور بدعقیدگی سے محفوظ رہیں۔

علامہ پرہاروی کی سب سے بڑی خصوصیت یہ بھی تھی کہ آپ ملاحدہ اور زنادقہ کے لیے خنجر براں اور سیف مسلول تھے۔ ہم سب پر یہ عائد ہوتا ہے کہ اس برگزیدہ ہستی کے حالات و واقعات تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر اپنے اندر جذبہ اسلامی بیدار کر کے باطل قوتوں سے برسرپیکار ہو جائیں۔

علامہ پرہاروی کو وصال فرمائے ہوئے پونے دو سو برس کا عرصہ گزر چکا ہے، لیکن ہمیں اتنی جرات و ہمت نہ ہو سکی کہ برصغیر کی اس نامور، علمی، ادبی، دینی و روحانی شخصیت کی خدمات و تعلیمات پر متوجہ ہوتے، جنہوں نے سینکڑوں کتابیں تحریر کیں لیکن ان میں سے صرف چند کتب طبع ہوئیں۔ ان کے بارے میں مزید مکمل و مفصل حالات و واقعات ابھی تک مستور ہیں۔ کیا اس کی وجہ یہ تو نہیں کہ ان کا تعلق پس ماندہ علاقے سے ہے یا پھر ہم میں علمی جواہر کو محفوظ کرنے کا جذبہ کارفرما نہیں۔ اس سلسلے میں فاضل محترم، محقق عصر، شاعر و ادیب جناب پروفیسر جعفر بلوچ صاحب نے جو کچھ تحریر فرمایا اس پر غور و خوض کرنا چاہیے۔ ان کا محققانہ بیان ہے کہ:

"زندہ قومیں اپنے علمی و ادبی ورثہ کو ضائع نہیں ہونے دیتیں اور کسی جوہر قابل کو خاک میں ملنے نہیں دیتیں۔ ان کے ہاں ذرائع ابلاغ کی گونا گونی، نشر و اشاعت کے وسائل کی فراوانی و سہولت اور بھرپور

تحقیقی رجحانات کی بدولت کوئی قابل توجہ تحریر منصہ شہود سے کترا کر نہیں نکل سکتی"۔

بد قسمتی سے ہمارے یہاں علمی شعور کی خاطر خواہ ترویج و تکمیل نہیں ہو سکی۔ علمی شعور کی اس کمی نے ہمارے معاشرے میں علمی بے حسی کو جنم دیا اور ہمارے اندر اپنے علمی ورثہ کو محفوظ کرنے کی تڑپ ہی باقی نہیں رہی۔ ادبی مراکز سے دور افتادہ اہل قلم اور ان کی نگارشات پر ہماری اس بے علمی' بے حسی کا خاص طور پر سایہ پڑا۔ یہ سایہ کیسا آسیب پرور ہے؟ اس کے اندازہ کے لیے ایک ہی مثال درج کرنا کفایت کرے گا۔

حضرت حافظ محمد جمال ملتانی رحمتہ اللہ علیہ م ۱۲۲۶ھ کے شاگرد حضرت مولانا عبدالعزیز پرہاروی رحمتہ اللہ علیہ ایک فاضل اجل گزرے ہیں۔ حدیث فقہ' ہیئت طب' شعر و ادب اور دیگر علوم میں ان کے مکاشفات ہماری تاریخ علم و ادب کا گراں بہا علمی سرمایہ ہیں۔ ان کی متعدد تصانیف شائع بھی ہو چکی ہیں۔ ان کا نام اور کام برعظیم سے باہر بھی متعارف و مقبول ہے۔ لیکن اس المیہ کو کیا نام دیں کہ پاکستان کے علمی حلقے اس شخصیت سے ناواقف ہیں۔ الا ماشاء اللہ! پنجاب یونیورسٹی کے زیر اہتمام "تاریخ ادبیات مسلمانان پاک و ہند" کی مبسوط جلدیں شائع ہوتی ہیں تو اس بے پناہ علمی ادبی شخصیت کو ضمنی طور پر صرف ایک فقرے کا مستحق گردانا جاتا ہے' جبکہ اس سے بدرجہا کمتر علمی استعداد کے لوگ کئی کئی صفحات پر محیط ہیں اور اگر قلم ڈاکٹر سید عبداللہ جیسی مرنجاں مرنج' ادب نواز اور علم افروز شخصیت کے ہاتھ میں نہ ہوتا تو شاید اس ایک فقرے کی نوازش بھی نہ ہوتی۔ یہ جراحت خارجی نہیں' داخلی ہے۔ یہ خنجر ہمیں خود ہماری غفلت اور بے حسی نے گھونپے ہیں۔ (آیات ادب' ص ۹' ۱۰)

ہر کس از دست غیر نالہ کند

سعدی از دست خویشتن فریاد!

محترم جناب پروفیسر صاحب کا یہ بیان درحقیقت صداقت پر مبنی ہے۔ یہ ہماری علمی بے حسی ہی تو ہے کہ علامہ پرہاروی جیسے عالم اسلام کے ایک عظیم سپوت پردۂ گمنامی میں مستور ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ان مشاہیر کے بارے میں محققانہ مواد جمع کر کے اس کی اشاعت کریں اور اپنی تحقیق کے دائرۂ کار کو وسعت دیں اور ان بزرگان دین کی تعلیمات کو عام کریں۔ راقم السطور کے دل میں عرصہ دراز سے.یہ جذبہ جنون کی حد تک کروٹیں لے رہا تھا کہ مظفر گڑھ کے علماء مشائخ پر ایک کتاب لکھی جائے۔ اسی جذبہ کے تحت اغلباً" ۱۹۸۵ء ہی سے اس کام میں مصروف عمل تھا کہ محسن ملت' مخدومی الحاج حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ نے میری توجہ علامہ پرہاروی کی طرف مبذول کرائی تو راقم نے حضرت حکیم صاحب کی راہنمائی و سرپرستی میں اپنی تمام تر توجہ علامہ پرہاروی سے متعلق مواد جمع کرنے میں صرف کی۔ بالآخر اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جمیلہ سے اور مرشدی و مولائی حضرت خواجہ غلام یٰسین چشتی فیضی شاہ جمالی رحمتہ اللہ علیہ کے الطاف کریمانہ کے طفیل مجھ جیسا نحیف و نزار اتنے بڑے کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں کامیابی اور کامرانی سے ہمکنار ہوا۔ علامہ پرہاروی کا یہ پہلا مطبوعہ تذکرہ ہے جو مولف کے لیے باعث صد افتخار ہے۔ صاحب تذکرہ سے مولف کی خاص نسبت و عقیدت یہ بھی ہے کہ میرے نانا جان مولوی خدا بخش ڈھڈی رحمتہ اللہ علیہ کے دادا مرشد حضرت خواجہ غلام فرید مہاروی رحمتہ اللہ علیہ اور میرے دادا مرشد حضرت خواجہ

فیض محمد شاہ جمالی رحمتہ اللہ علیہ کے پردادا مرشد حضرت خواجہ خدا بخش خیرپوری رحمتہ اللہ علیہ علامہ پرہاروی کے پیر بھائی تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ علامہ پرہاروی پر اپنی کروڑہا رحمتیں، نعمتیں، برکتیں اور انوار و تجلیات نازل فرمائے اور عالم اسلام کو ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے اور ان کو عام کرنے کی توفیق بخشے اور ہمارے علماء مشائخ کو بھی توفیق دے کہ وہ اس کارِ خیر میں صدقِ دل اور خلوص نیت سے آگے بڑھیں اور علامہ پرہاروی کی طرح خدمت دین متین کی ترویج و اشاعت میں ہمہ تن مصروف ہو جائیں--- آمین!

متین کاشمیری

باب اول

سوانحی خاکہ

اسم	عبدالعزیز
کنیت	ابو عبدالرحمٰن
والد ماجد	ابو حفص احمد بن حامد القرشی
آبائی وطن	افغانستان
جائے ولادت	بستی پرہاراں شریف
ولادت باسعادت	۱۲۰۶ھ بمطابق ۱۷۹۲ء
مادہ ہائے تاریخ ولادت	خوش فکر: ۱۲۰۶ھ --- شیخ رہنما: ۱۲۰۶ھ
استاد گرامی و شیخ طریقت	حضرت حافظ محمد جمال اللہ ملتانی رحمتہ اللہ علیہ
عہد حکومت	نواب مظفر خان شہید ملتانی رحمتہ اللہ علیہ، راجہ رنجیت سنگھ
مطبوعہ تصانیف	النبراس، خصال الرضیہ، مرام الکلام، ایمان کامل، الناھیہ، السرالمکتوم، کوثر النبی، مناظرۃ الجلی، نعم الوجیز، الصمصام، زمرد اخضر، عنبر
وصال	۱۲۳۹ھ بمطابق ۱۸۲۴ء
مادہ ہائے تاریخ وصال	آہ مظہر حبیب اللہ : ۱۲۳۹ھ ابدال رضی اللہ عنہ : ۱۲۳۹ھ
مزار پرانوار	بستی پرہاراں شریف (موضع پرہار غربی) کوٹ ادو، ضلع مظفر گڑھ

کوٹ ادو تاریخ کے آئینے میں

دریائے سندھ کوہ ہمالیہ کی جھیل مانسرور سے لے کر بحیرۂ عرب تک تقریباً تین ہزار کلومیٹر تک پھیلا ہوا ہے جس کے وسط میں مغربی کنارے پر شہر ڈیرہ غازی خان اور مشرقی کنارے پر کوٹ ادو کا شہر آباد ہے۔ (ہفت روزہ "سفینہ خبر" کوٹ ادو، ۱۹۸۹ء مضمون متین کاشمیری) یہاں پر آبادی کا آغاز ۱۵۵۰ء میں ہوا۔ (کوٹ ادو آؤٹ لائن ڈویلپمنٹ پلان، انگریزی، ص ۳) ابتداء میں یہاں پر جو قبائل آباد ہوئے وہ دریائے سندھ کے کٹاؤ کی وجہ سے مختلف مقامات پر نقل مکانی کرتے رہے۔ سترہویں صدی عیسوی میں ڈیرہ غازی خان کے میرانی بلوچوں میں سے نواب ادو خان اس علاقے کے حاکم ہوئے جنہوں نے ۱۶۴۳ء سے لے کر ۱۶۸۴ء تک اکتالیس سال اس علاقے پر حکومت کی۔ (میرانی بلوچوں کی تاریخ، ص ۸۰) انہوں نے یہاں پر کچی فصیل و قلعہ تعمیر کرائے جو بعد میں دریا برد ہوگئے اور یہ شہر اس کی نسبت سے "ادو دا کوٹ" کے نام سے مشہور ہوا۔ (کوٹ ادو آؤٹ لائن ڈویلپمنٹ پلان، انگریزی، ص ۳) نواب ادو خان نے اسی جگہ وفات پائی۔ ان کی جائے مدفن کوٹ ادو شہر میں احاطہ ادو خان کے نام سے مشہور ہے جو شہر کے قدیم طباخیاں بازار (موجودہ بخاری بازار) کے قریب وارڈ نمبر ۱۲ میں واقع ہے۔ (ہفت روزہ "سفینہ خبر" کوٹ ادو، ۱۶ر جون ۱۹۸۹ء، مضمون شناخت، علی زاہد)۔ نواب ادو کے بعد ان کے اہل خاندان اس علاقے کے حاکم رہے۔ ۱۷۳۷ء میں محمود گجر اس علاقے پر قابض ہوا اور اس نے کوٹ ادو کے کچھ فاصلے پر ایک کچا قلعہ تعمیر کرایا جس کے کھنڈرات اب تک موجود ہیں۔ محمود کوٹ قصبہ بھی اسی نے آباد کیا۔ کچھ عرصہ تک اس کی اولاد بھی اقتدار پر قابض رہی۔ (مرقع ڈیرہ غازی خان، ص ۱۳۷-۱۴۱)۔ ۱۷۶۷ء میں احمد شاہ ابدالی نے سندھ کے حاکم

غلام شاہ کلہوڑا کے سپرد ڈیرہ جات کا علاقہ کیا اور کچھ عرصہ بعد احمد شاہ درانی نے نواب مظفر خان شہید ملتانی کو عبدالنبی کلہوڑا کی سرکوبی کا حکم دیا۔ نواب مظفر خان کی متحدہ جمعیت نے چند دنوں میں محمود کوٹ' ادو کوٹ کے قلعے تسخیر کیے۔ (نواب مظفر ملتانی شہید اور اس کا عہد' ص ۲۳۲)۔

نواب مظفر خان کے دور میں تیمور شاہ درانی نے دائرۂ دین پناہ کا علاقہ شاہ محمد خان کے حوالے کیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا عبدالصمد خان بادوزئی اس علاقے کا حاکم ہوا' جو نواب مظفر خان کا مخالف تھا۔ اس نے راجہ رنجیت سنگھ سے سازباز کر لی۔ نواب مظفر خان ۱۸۱۸ء میں راجہ رنجیت سنگھ سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوا۔ (ایضاً' ص ۲۳۲)۔

راجہ نے اس علاقے پر دیوان ساون مل کو اپنا صوبیدار مقرر کیا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا مول راج صوبے دار بنا' جسے انگریزوں نے ۱۸۴۹ء میں قید کر کے اپنی حکومت قائم کر لی۔ (ضلع مظفر گڑھ' تاریخ ثقافت تے ادب سرائیکی' ص ۷۰)۔

انگریزوں کے دور میں اس علاقے کی ترقی و توسیع' ذرائع آمد و رفت' تجارت اور پیداوار میں بہت اضافہ ہوا۔ ۱۸۵۹ء میں کوٹ ادو کو ضلع لیہ میں شامل کیا گیا' جبکہ یہ ضلع مظفر گڑھ میں شامل تھی۔ (ایضاً' ص ۷۰)۔

۱۹۱۹ء میں تحصیل سنانواں کو ختم کر کے کوٹ ادو کو تحصیل بنایا گیا جسے ۱۹۷۰ء میں سب ڈویژن کا درجہ دے دیا گیا۔ (کوٹ ادو آؤٹ لائن ڈویلپمنٹ پلان' انگریزی' ص ۲)۔

محل وقوع --- آبادی و رقبہ

اس شہر کی موجودہ آبادی ایک لاکھ افراد سے تجاوز کر چکی ہے۔ یہاں پر میونسپل کمیٹی قائم ہے، جس میں سولہ سو ایکڑ سے زائد رقبہ شامل ہے۔ تحصیل کوٹ ادو کی حدود غازی گھاٹ سے احسان پور تک اور ہیڈ تونسہ بیراج سے چوک سرور شہید تک ہے۔ اس شہر کے مغرب میں ڈیرہ غازی خان، شمال میں لیہ، جنوب مشرق کے اطراف میں تحصیل مظفر گڑھ اور ملتان کے علاقے ہیں۔ اس شہر کی آبادی، ترقی و توسیع، تعمیرات، صنعت و پیداوار میں اضافہ ہو رہا ہے، کیونکہ یہاں پر ڈیرہ جات، جھنگ، فیصل آباد، میانوالی، قصور، تونسہ شریف اور صوبہ سرحد کے لوگ اس کے گرد و نواح میں آباد ہو رہے ہیں۔ (کوٹ ادو آؤٹ لائن ڈویلپمنٹ پلان، انگریزی، ص ۲)۔

علم و عرفان کا مرکز

یہ شہر ابتداء ہی سے علم و عرفان کا مرکز رہا ہے۔ تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ علماء مشائخ نے اس ریگستانی علاقے کو دین و ملت سے بے بہرہ لوگوں کی اصلاح و فلاح اور دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لیے منتخب فرمایا اور اس کام کا آغاز مساجد، دینی مدارس کی تعمیر اور خانقاہوں کے قیام سے کیا۔ ان علماء مشائخ حضرات میں خواجہ عبدالواحد بغدادی چشتیؒ، سید عبدالوہاب بخاری سہروردی دین پناہؒ، سید نور شاہ بخاری قلندر سہروردیؒ، سید مٹھن شاہ بخاری سہروردیؒ، حافظ بہاء الدین گڑدہؒ، سید زاہد شاہ بخاری چشتیؒ، سید اللہ بخش کاظمی کیہری چشتیؒ کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ (فیضان نور، ص ۲۹)۔ دور آخر کے علماء مشائخ میں

خواجہ حبیب الرحمٰن قریشی نقشبندیؒ، قاضی سلطان محمود گوراہا چشتیؒ، حافظ الٰہی بخش اعوان اویسیؒ، قاضی حبیب اللہ اویسیؒ، مولوی صوفی غلام محمد نقشبندیؒ، مولوی کریم بخش فاضل اسدیؒ، پیر سید گامن شاہ بخاری چشتیؒ، مولوی خدا بخش ڈھڈی چشتیؒ، پیر استاد میاں چشتی سونی پتیؒ، علامہ حاجی محمد بشیر احمد چشتی صابری سونی پتیؒ علم و معرفت کے درخشندہ ستارے گزرے ہیں۔ (فیضان نور، ص ۲۹)

آباؤ اجداد کا وطن مالوف

افغانستان کی سرزمین بڑی مردم خیز ہے۔ یہ وہ مقدس خطہ تھا جو علم و حکمت، شریعت و طریقت، دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور جہاد اسلام کے لحاظ سے اپنی مثال آپ ہے۔ اس مقام سے نامور علماء مشائخ اور سلاطین اسلام دین کی ترویج اور تبلیغ و اشاعت کی خاطر برصغیر پاک و ہند میں وارد ہوتے رہے۔ حضرت علامہ عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد افغانستان سے ہجرت کر کے متحدہ ہندوستان میں وارد ہوئے اور پنجاب میں ضلع مظفر گڑھ، تحصیل کوٹ ادو کی بستی "پرہاراں" میں سکونت اختیار کی۔ (تذکرۂ علمائے پنجاب، جلد اول، ص ۲۹۶، فہرست مخطوطات عربی فارسی، جلد دوئم، ص ۱۰۸)

بستی پرہاراں شریف (پرہار غربی)

کوٹ ادو شہر کے جنوب مغرب میں تقریباً پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر بستی پرہاں شریف ہے جس کا موجودہ نام موضع پرہار غربی ہے۔ کوٹ ادو جنرل بس اسٹینڈ سے بخاری روڈ پر اور شیخ عمر سدھاری روڈ پر بستی پرہاراں جانے کے لیے ہر وقت

سواری با آسانی مل سکتی ہے۔ یہ وہ بستی ہے جہاں پر سب سے پہلے قوم پرہار آ کر آباد ہوئی جس کی وجہ سے اس کا نام بستی پرہاراں پڑ گیا۔ اس قوم کو رائے کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ (روزنامہ "کوہستان" ملتان، ۲۵؍ دسمبر ۱۹۶۷ء، مضمون مولانا عبدالقادر تونسوی)۔ پرہار راجپوتوں میں جو راجستھان میں پھیلے ہوئے ہیں لیکن دریائے سندھ کے ملحقہ علاقہ جات میں بھی ان کی خاصی آبادی ہے۔ (تاریخ راجپوت، وادی سندھ، ص ۸۳) اس قوم کا پہلا سربراہ بہاء الدین مع اپنے مال مویشی کے یہاں آ کر قیام پذیر ہوا جس کی پہلی سکونت پرہار منڈا (چوک سرور شہید) میں تھی۔ بعد ازاں بوجہ قحط سالی سکونت ترک کر کے بستی پرہاراں میں آباد ہوا۔ (ہفت روزہ "سفینہ خبر" کوٹ ادو، ۱۶؍ جون ۱۹۸۹ء، مضمون شناخت، علی زاہد)۔

۱۸۷۵ء میں موضع پرہار، تقسیم ہوا۔ شہری آبادی پرہار شرقی اور دریا کے کنارے والی آبادی پرہار غربی کے نام سے موسوم کی گئی۔ (ایضاً)۔ یہ بستی ملتان سے تقریباً چالیس کلومیٹر شمال مغرب کی سمت دریائے سندھ کے شرقی کنارے پر واقع قلعہ کوٹ ادو کے مضافات میں ہے۔ اس کی ہوا پاک و صاف، میٹھا پانی اور سکون آور ماحول ہے۔ (زمرد اخضر عربی، ص ۱۲۶) جو ۱۰۶ درجہ طول بلد اور ۳۰ درجہ عرض بلد میں واقع ہے۔ (الاکسیر قلمی، جلد اول، ص ۱۰، تفصیلی فہرست مخطوطات عربیہ، ص ۲۳۷۔) (لفظ پرہار کو سرائیکی زبان میں پرہاڑ اور عربی میں برہار یا فرہار لکھا، بولا اور پڑھا جاتا ہے)۔

ولادت سے قبل معاشرتی حالات

تیرہویں صدی ہجری کا دور آغاز پر فتن اور پر آشوب تھا۔ معاشی و معاشرتی ابتری کا اندازہ ان حالات سے لگایا جا سکتا ہے جو ہندوستان' افغانستان' پنجاب اور ملتان میں بیک وقت رونما ہوتے رہے۔ ہندوستان میں مرکزی حکومت نہ ہونے کی حد تک کمزور پڑ چکی تھی۔ طوائف الملوکی اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ پنجاب میں سکھوں کی ٹولیاں لوٹ مار' دہشت گردی اور معاندانہ سازشوں میں بدنام ہو چکی تھیں۔ ملتان کے نواحی سردار ایک دوسرے پر حملہ آور ہو کر اپنی طاقت کو کمزور کر رہے تھے۔ سازشوں اور ریشہ دوانیوں کا جال بچھا ہوا تھا۔ وہ قوت جو بیرونی حملہ آوروں کی سرکوبی کے لیے استعمال ہونا چاہیے تھی' اپنوں ہی کے خلاف صرف ہونے لگی۔ بعض ناعاقبت اندیش امراء ہوس اقتدار سے مغلوب ہو کر چڑھتے سورج کی پوجا میں کوشاں تھے۔ ملتان اور اس کے گرد و نواح میں رہنے والوں کا سکون ختم ہو چکا تھا۔ قتل و غارت اور آتش زنی کے اثرات نظر آنے لگے۔ لوگ متذبذب ہو کر اپنا گھربار چھوڑ کر ہجرت کر رہے تھے۔ مسلمانوں کی ثقافت و معیشت تباہ ہو چکی تھی۔ اسلامی شعار کو نقصان پہنچ رہا تھا' غرضیکہ اسلامی دنیا اس خارجی و داخلی انتشار کا شکار ہو کر موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا تھی۔ یہی وہ دور تھا جس میں حاجی الحرمین نواب مظفر خان شہید رحمتہ اللہ علیہ ۱۷۷۹ء میں ناظم ملتان کے عہدے پر فائز ہو چکے تھے۔ (ضلع مظفر گڑھ' تاریخ ثقافت تے ادب سرائیکی' ص ۶۴' تاریخ پنجاب' ص   - نواب مظفر خان شہید ملتانی اور اس کا عہد' ص   - اے ہسٹری آف دی سدوزئی افغان ز آف دی ملتان' ص   )

ولادت باسعادت

زبدۃ الاولیاء، سرخیل اصفیاء، عارف باللہ، منبع علم و حکمت، علامتہ الدہر، امام العارفین، سلطان الفضلاء، مقدام الفقہاء، بقیتہ السلف، حجتہ الخلف، قطب الموحدین، شیخ الاسلام و المسلمین، آفتاب ہدایت، ماہتاب فکر و فن، صاحب علم و عمل، جامع المنقول و المعقول، ماہر الفروع و الاصول، المفسر، مجتہد العصر، المحقق، المحدث، حضرت علامہ ابو عبدالرحمٰن عبدالعزیز بن ابو حفص احمد بن حامد القرشی پرہاروی چشتی نظامی قدس سرہ السامی کی ولادت باسعادت ۱۲۰۶ھ بمطابق ۱۷۹۲ء میں (آیات ادب، ص ۲۵، فقہائے پاک و ہند، جلد دوئم، ص ۱۰۰۔) بعض مورخین اور تذکرہ نویسوں نے آپ کی تاریخ ولادت میں اختلاف کیا ہے لیکن ان حوالہ جات کے مطابق یہ تاریخ ولادت مستند و معتبر ہے کیونکہ علامہ پرہاروی کے قریبی زمانہ کے مولوی شمس الدین نے مترجم الاکسیر، جلد سوئم، ص ۲۲۳ میں آپ کی عمر بتیس سال لکھی۔ مولوی محمد برخوردار ملتانی نے حاشیہ النبراس، صفحہ ایک میں تیس بتیس سال اور مولوی عبدالحئی لکھنوی نے نزہتہ الخواطر، جلد ہفتم، ص ۲۷۸ میں آپ کی عمر تیس سال سے اوپر لکھی ہے۔ علاوہ ازیں موجودہ دور میں مولانا محمد موسیٰ بھٹہ الکامل السامی، ص ۸۸، مولانا محمد اشرف سیالوی النبراس صفحہ ایک، مولانا نور احمد فریدی مشائخ چشت، ص ۲۹۶ میں آپ کی عمر تیس یا بتیس سال درج کی ہے۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی فقہائے پاک و ہند، جلد دوئم، ص ۱۰۰، مولانا اسد نظامی مشائخ نمبر الہام، ص ۳۰ میں آپ کی عمر تینتیس سال لکھی ہے جبکہ پروفیسر ضمیر الحسن چشتی نے اپنے تحقیقی مقالہ، ص ۱۲ میں آپ کی عمر تیس، بتیس یا تینتیس سال لکھی ہے۔ ان تمام اقتباسات کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سن عیسوی کے مطابق آپ کی عمر بتیس سال اور سن ہجری کے مطابق تینتیس

سال بنتی ہے جو بالکل درست ہے۔ علاوہ ازیں بعض حضرات نے آپ کی جائے ولادت میں بھی اختلاف کیا ہے۔ حالانکہ کثرت رائے یہ ہے کہ آپ کا تولد بستی پرہاراں میں ہوا نہ کہ افغانستان یا بہاولپور میں) بستی پرہاراں شریف (موضع پرہار غربی) تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ میں ہوئی۔ (تذکرۂ علمائے پنجاب' جلد اول' ص ۲۹۶' تذکرۂ اکابر اہل سنت' ص ۲۳۰' الناھیہ اردو ترجمہ' ص ۴)

مادہ ہائے تاریخ ولادت

خوش فکر: ۱۲۰۶ھ ---- شیخ رہنما: ۱۲۰۶ھ

حصول علم

دولت دروازہ ملتان میں ایک قدیمی درس گاہ واقع تھی جہاں پر حافظ محمد جمال اللہ ملتانیؒ اور ان کے خلیفہ حضرت خواجہ خدا بخش خیر پوریؒ درس دیتے تھے۔ علامہ پرہاروی اسی مدرسہ کے تعلیم یافتہ تھے۔ (نواب مظفر خان شہید ملتانی اور اس کا عہد' ص ۲۶۴۔ عمر کمال ایڈووکیٹ نے فقہا ملتان' ص ۳۳ اور پروفیسر سجاد حیدر پرویز نے ضلع مظفر گڑھ' ص ۱۵۰ میں تحریر کیا کہ علامہ پرہاروی نے حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمتہ اللہ سے فیض اکتساب کیا۔ یہ اقتباس درست نہیں ہے کیونکہ علامہ پرہاروی ان کے وصال کے تقریباً ایک سال بعد پیدا ہوئے)

علامہ پرہاروی بچپن میں نہایت ہی کند ذہن تھے اور انتہائی کوشش کے باوجود سبق یاد کرنے سے قاصر رہتے تھے۔ ایک دن انتہائی رنجیدہ ہو کر ایک کونے میں جا بیٹھے اور زار و قطار رونے لگے۔ اتفاقاً" حضرت حافظ محمد جمال اللہ ملتانیؒ کی نظر ان پر پڑی تو حضرت نے بکمال شفقت و عنایت ان سے دریافت فرمایا کہ عبدالعزیز

کیوں رنجیدہ ہو؟ عرض کی' یا حضرت انتہائی کوشش کے باوجود سبق یاد نہیں ہوتا۔
حضرت نے فرمایا' ہمارے پاس آؤ اور ہمارے سامنے سبق پڑھو۔ علامہ پرہاروی
نے حضرت کے سامنے سبق پڑھنا شروع کیا تو حضرت حافظ صاحب کی عنایت سے
ان کی تمام مشکلیں حل ہوگئیں اور پھر یہ عالم ہوگیا کہ جو کتاب ایک مرتبہ پڑھتے
کبھی نہ بھولتے۔ مشکل سے مشکل کتاب پڑھ کر بے اختیار اس کا مطلب و معنی
بیان کرنے لگتے اور آہستہ آہستہ ان کی زکاوت طبع اور ذہن رسا کا چرچا دور دور
تک پھیل گیا۔ (گلشن ابرار' اردو ترجمہ' ص ۱۷۰ - ۱۷۱' ظہور جمال' ص ۴۷)
اس سلسلے میں علامہ پرہاروی کے اپنے اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔

میں کیا ہوں؟ یہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور فضل خاص ہے۔ اس کے بعد حضور
علیہ الصلوۃ والتسلیم اور میرے پیر و مرشد کا فیض ہے۔ (ایمان کامل' فارسی' ص
۲۵)

یہ فقیر اپنے فہم و فراست پر فخر نہیں کرتا لیکن اللہ تعالیٰ کی حکمت اور بے
مثال فضل پر متعجب ہے کہ اس نے اس عاجز کے ذہن پر علوم دقیقہ کی مختلف
اقسام بغیر پڑھے منکشف کر دیں جبکہ یہ عاجز بچپن میں کند ذہن مشہور تھا۔ (مرام
الکلام مع مناظرۃ الجلی فی علوم الجمیع' ص ۹۲)

جب ہمیں مشکل سے مشکل مسئلہ درپیش ہوتا' گو وہ کسی علم کا ہو' ہم آپ
کی طرف رجوع کرتے' آپ کی ازروئے تفصیل بوضاحب تمثیل ایسی احسن تھی
کہ کند ذہن طالب علم کو وقائع علوم اس طرح سمجھاتے کہ زکی طالب علم کو آپ
کا غیر نہ سمجھا سکتا۔ (الخصال الرضیہ' اردو ترجمہ' ص ۷)

ارادت و خلافت

حضرت حاجی نجم الدین سلیمانیؒ تحریر فرماتے ہیں:
مولوی عبدالعزیز حضرت حافظ صاحب قبلہ کے با اعتبار مریدوں میں سے تھے۔ (مناقب المحبوبین' اردو ترجمہ مکمل' ص ۲۵۸) علاوہ ازیں بے شمار تذکرہ نویسوں نے تحریر کیا۔ علامہ پرہارویؒ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں استاد گرامی حافظ محمد جمال اللہ ملتانیؒ سے بیعت تھے اور ان کے خلفاء کرام میں شامل تھے۔ (تذکرۂ علمائے پنجاب' جلد اول' ص ۲۹۷' تاریخ مشائخ چشت' ص ۶۰۶' فقہاء ملتان' ص ۳۰)

حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے ملاقات

(حافظ ابن حجر و سخاوی قسطلانی و جمہور علماء حضرات صوفیہ صافیہ بالاتفاق قائل ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام اب تک بقید حیات ہیں۔ شیخ علاؤ الدولہ سمنانی قدوۃ ارباب کشف کمالات سے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ جو شخص وجود خضر کا انکار کرے وہ جاہل ہے۔ علامہ سیوطی نے "مجمع الجمع" میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کا ذکر کیا ہے--- احوال ابدال' ص ۳۱)۔

اثنائے تعلیم رات کو مسجد کے اندر چراغ کی روشنی میں مطالعہ میں منہمک تھے کہ باہر سے کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں اور وہ دروازہ کھولنے کی خواہش اور ملاقات کے متمنی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر آپ سیدنا حضرت خضر علیہ السلام ہیں تو آپ کو دروازہ کھلوانے کی کیا ضرورت ہے' دربستہ حالت میں اندر آ جائیں۔ چنانچہ حضرت خضر علیہ السلام اندر آ گئے اور اپنے خاص اسرار سے مولوی صاحب کو مطلع فرمایا۔

(نبراس ص ۱، تذکرۂ مشاہیر قلمی، ص ۶۰، الیواقیت مہریہ عربی، ص ۱۵۲، تذکرۂ مشائخ چشت قلمی، ص)۔

باب سوئم

خصائل و فضائل

علامہ عبدالعزیز اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ بچوں سے نہایت شفقت اور پیار سے پیش آتے' اپنے شاگردوں سے نہایت نرم سلوک کرتے' بزرگوں کا احترام کرتے' غریبوں سے تعلق قائم کرتے اور امراء سے دور رہنا پسند فرماتے تھے۔ آپ کی طبیعت میں سادگی تھی' جفاکشی کے عادی تھے' ہر قسم کی تکلیف کو برداشت کیا۔ دین کی تبلیغ و اشاعت میں سخت لگن اور محنت سے کام کرتے تھے۔ (تحقیقی مقالہ' علامہ عبدالعزیز الفرہاروی' ص ۱۴' بحوالہ تذکرہ علمائے مظفر گڑھ' غیر مطبوعہ ص) ان کا لباس بالکل سادہ اور صاف ستھرا رہتا تھا۔ غذا میں بھی سادگی پائی جاتی تھی' زیادہ مرغن غذا سے نفرت تھی۔ زہد و تقویٰ آپ کا شعار تھا۔ جاگتے زیادہ سوتے کم تھے۔ ان کی ذات سند و حجت' خدا ترسی و تقویٰ میں کامل اسوہ تھی۔ وہ حق کے بارے میں نہایت سخت اور پراعتماد تھے۔ دین کے معاملے میں وہ بڑے کھرے اور بے لاگ تھے اس طرح دنیوی کاموں میں بھی وہ کسی قسم کی نرمی اور لچک کے قائل نہ تھے۔ آپ صاحب الرائے پختہ کار مزید حد درجہ خدا ترس نہایت پاکباز اور وسیع العلم تھے۔ (روزنامہ کوہستان' ۲۵ر دسمبر ۱۹۶۷ء' مضمون مولانا عبدالقادر تونسوی)۔

قوت حافظہ

حضرت مولانا رکن الدینؒ حضرت خواجہ غلام فرید کے ملفوظات شریفہ میں رقم طراز ہیں۔ علامہ پرہاروی کا حافظہ بہت قوی تھی۔ ایک دفعہ وہ حافظ جو

رمضان شریف میں قرآن شریف سناتا تھا بیمار ہوگیا اور ماہ رمضان سر پر آگیا۔ علامہ پرہارویؒ نے علم نجوم کے ذریعے رمضان شریف کے دن معلوم کیے۔ انہوں نے معلوم کیا کہ تیس دن کا مہینہ ہے وہ روزانہ ایک سپارہ یاد کرتے اور رات کو تراویح میں بالکل صحیح پڑھتے۔ (مقابیس المجالس' اردو ترجمہ' ص ۸۸۸)۔

ذہانت و نکتہ فہمی

آپ کی نکتہ رسی کا اظہار اس واقعہ سے بھی ہوتا ہے جسے آپ "خصال الرضیہ" میں تحریر فرماتے ہیں۔

ایک بار میں اور حافظ محمد جمال اللہ ملتانیؒ اکٹھے کشتی میں سفر کر رہے تھے' ملاح نے گہرائی معلوم کرنے کے لیے اپنا لمبا بانس دریا میں ڈالا۔ ملاح کے منہ سے حیرت میں لفظ "اللہ" نکلا۔ حافظ صاحبؒ نے مجھے دیکھ کر فرمایا اس کا مطلب سمجھے؟ میں نے عرض کیا' جی ہاں اللہ تعالیٰ کی گہرائی کی پیمائش عقل کا کوئی پیمانہ نہیں کر سکتا۔ فرمایا ہاں ٹھیک ہے۔ (الخصال الرضیہ اردو ترجمہ' ص)

غیرت ایمانی و ملی

راجہ رنجیت سنگھ کے ملتان پر قابض ہونے کے بعد دیوان ساون مل کو صوبے دار مقرر کیا گیا اور اس کے ذریعے علامہ پرہاروی کو اس نے اپنے دربار میں طلب کیا۔ لیکن آپ نے وہاں جانے سے انکار کر دیا۔ (ضلع مظفر گڑھ' تاریخ ثقافت تے ادب سرائیکی' ص ۱۵۷) اہل ایمان ہونے کے ناطے آپ کی غیرت ایمانی و ملی نے یہ گوارا نہ کیا کہ کسی بے دین حکمران کے دربار میں جائیں۔ آپ

اتنے خوددار تھے کہ ساری زندگی فقیرانہ گزار دی لیکن حکومت کی طرف سے کوئی عہدہ قبول نہ کیا اور نہ کسی امیر و اہل ثروت کی تعریف کر کے دولت کمائی۔ (ہفت روزہ "سفینہ خبر" ۱۰ر جولائی ۱۹۸۹ء، مضمون مفتی اعجاز رسول باروی) علماء مشائخ کو بھی اس سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔

حق گوئی و بے باکی

لوگوں کے دلوں میں علامہ پرہاروی کا بہت مرتبہ و مقام تھا اور آپ کی شہرت تمام علاقہ میں پھیل چکی تھی۔ آپ حاکم وقت سے بہت بے باکی اور صاف گوئی سے پیش آتے۔ (مقالہ علامہ عبدالعزیز پرہاروی غیر مطبوعہ، ص ۳)۔ حافظ محمد جمال اللہ ملتانیؒ آپ کی نسبت کہا کرتے تھے کہ یہ نوجوان کس قدر ذہین ہے اور فصیح اللسان ہے۔ میں اپنے زمانے میں کسی کو اس کا مثل نہیں پاتا لیکن اس کی جرات و بے باکی سے مجھے یہ خوف ہے کہ یہ چیزیں اس کی ہلاکت کا سبب نہ بن جائیں۔ (تاریخ الاطباء پاک و ہند، جلد اول قلمی ماہنامہ "اسرار حکمت" اگست ۱۹۶۴ء، مضمون مولانا محمد حسین بدر چشتی)۔

باب چہارم

علوم و فنون میں آپ کا تبحر

علامہ پرہاروی نے علوم درسیہ کے علاوہ دوسرے علوم فنون کی بھی تحصیل فرمائی اور بہت سے ایسے علوم جو کہ مردہ ہو چکے تھے آپ نے ان کو زندہ فرمایا اور ان کی اصلاح بھی کی اور مزید اضافہ فرمایا۔ کئی علوم و فنون ایسے ہیں کہ دور جدید کے بڑے بڑے محققین اور عالم انہیں جاننا تو درکنار شاید ان کے ناموں سے بھی آگاہ نہ ہوں گے۔ آپ نے ان میں بے شمار کتب تحریر کیں کیونکہ آپ کا علم لدنی تھا' اس لیے دوسرے علماء آپ کے علوم سے عشر عشیر کی نسبت بھی نہیں رکھتے تھے۔ شاید اس دور کے علماء بھی ان علوم کے صرف ناموں سے واقف ہوں۔ (ہفت روزہ "سفینہ خبر" کوٹ ادو' ۱۰ر جولائی ۱۹۸۹ء' مضمون مفتی اعجاز رسول باروی)۔

آپ فرماتے ہیں کہ ہم عقل و ذکاء پر فخر نہیں کرتے بلکہ اس ذات کی حمد و ثناء کرتے ہیں جس نے ہمیں الہام کی اولین و آخرین علوم اور معاصرین میں سے ہمیں اس کے لیے منتخب فرمایا' جس میں اسی قرآن و اصول قرآن' نوے فقہ و حدیث' بیس علم و ادب' چالیس حکمت و طبیعات' تیس ریاضی' دس الہیات' تین حکمتہ عملیتہ (مناظرۃ الجلی فی علون الجمیع عربی' ص مرام الکلام' عربی ص ۹۲) لیکن تحصیل علم تو کل علم کے دسویں حصے کا بھی نصف ہے بلکہ دسویں حصے کا بھی دسواں حصہ ہے یا اس سے بھی کم ہے۔ (ایضاً") میرا نفس تو علم ہی سے غنی ہو چکا ہے۔ ہاں علم کافی خزینہ ہے' خوش آمدید کے عقل بڑا دفینہ ہے۔ لیکن وہ زیور ہے اس کا جو اس کے لائق ہے وہ جس کے لائق ہے۔ (زمرد اخضر' اردو ترجمہ'

ص ۲۸)

علم ما اشراقی و وہبی بود۔ (ایمان کامل فارسی مع حاشیہ' ص ۲۵) علاوہ ازیں درج ذیل علوم پر بھی علامہ کو اکمل ترین عبور حاصل تھا۔ اسطرنومیا' عقائد' میراث' اقتصاد' سیاسیات' الہیات' تذکیر و تانیث' طبقات الارض' آثار' تفسیر' حروف تہجی' فلسفہ' ریاضی' اخلاق' ہیئت جدیدہ' لغت' رستینی' تصوف میانی' تجوید' صرف' نحو' جدل' اصول فقہ' انساب' اصول حدیث' اعداد' تکسیر' ارثما طبقی' مثلث کروی' زیجات' ریاضیات' فلکیات' عروض' قوافی' تاریخ' سیر' تعبیر' اسماء العالم' سمع الکیان' منطق' کلام نجوم' سنین' حساب' جدل ثقیلہ' تسطیع' مجسطی' اکر' ہندسہ' میقات' رمل' جفر' طب' زیج' اوفاق' فرسطون' مرایا' مناظرہ' قرآن' اصول قرآن' رموز قرآن' حدیث فقہ' اصول جہاد' ادب' اصول حکمت' احکام و فرائض' فقہ حدیث' انوار قرآن وغیرہ۔ (الناھیہ' اردو ترجمہ' ص ۷-۸)۔

یادگار علمی مناظرہ

شیخ العالم حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی بہت بلند پایہ مناظر بھی تھے۔ آپ نے بڑے بڑے علماء کی زبانیں بند کر دیں۔ (تحقیقی مقالہ علامہ عبدالعزیز الفرہاروی' ص ۲۵ غیر مطبوعہ) آپ کے علم کا شہرہ سن کر علم کی وراثت کے دعوے داروں کے کاخ میں زلزلہ آ گیا اور دہلی سے مناظرے کی دعوتیں آنا شروع ہو گئیں۔ مگر آپ یہ کہہ کر گریز فرماتے کہ میں بزرگوں سے الجھنا مناسب نہیں سمجھتا۔ بالآخر علمائے دہلی کا ایک وفد حضرت علامہ شیخ احمد ڈیروی کے پاس ڈیرہ غازی خان پہنچا اور وہیں علماء کے اجلاس میں کچھ سوالات مرتب کیے گئے تاکہ علامۃ الوریٰ حضرت پرہاروی صاحب سے ان کے جوابات طلب کیے جائیں۔

ساٹھ علماء کے مرتب کردہ سوال نامے کو لے کر علماء کا وفد بستی پرہار آپ کے پاس پہنچا۔ آپ تدریس میں مشغول تھے۔ بڑی بڑی عمر کے بارلیش تلامذہ سامنے بیٹھے تھے' آپ کے چہرے پر ابھی داڑھی شریف کی آمد آمد تھی۔ غرض علماء نے سوالنامہ پیش کیا تو ایک نظر دیکھنے کے بعد فرمایا کہ آپ حضرات بزرگ ہیں پہلے سوالات میں فلاں فلاں خامی کو دور کر لیں' پھر جواب عرض کروں گا۔ علماء نے جب اپنے سوال نامے پر غور کیا تو جہاں انہیں بڑی سبکی سے دوچار ہونا پڑا وہاں آپ کی علمی برتری کو بھی تسلیم کرنا پڑا اور یہ کہہ کر معذرت چاہی کہ جو کچھ ہم نے سوچا تھا آپ اس کے برعکس ہیں اور علمی میدان میں آپ ہر طرح مقدم ہیں' ہماری معذرت کو قبول کریں۔ (خصال الرضیہ' اردو سرائیکی ترجمہ' ص ۱۱۔ ۱۲)

تحقیق و تنقید

علامہ پرہاروی کے قلم میں فقہاء کی سی شدت اور محققین کی جستجو تھی۔ ذہن مجتہدانہ اور سوچ مفکرانہ تھی۔ (خصال الرضیہ اردو سرائیکی ترجمہ' ص ۱۲) انہوں نے اپنی تصانیف میں بوعلی سینا کی کتاب "القانون" پر زبردست تنقید کی اور ان کے بعض نظریات کو غلط ثابت کیا۔ (تاریخ ملتان ذیشان' ص ۵۶۵)

آپ نے حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد اور والدین کریمین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اہل ایمان ہونے پر بڑی عمدہ تحقیق فرمائی۔ (مرام الکلام عربی' ص ۵) جسے مولانا سید قلندر علی سہروردی نے "سیاح لامکاں" میں علامہ سید عبدالغفار حنفی منگلوری نے "ہدایتہ الضبی الی اسلام آباء النبی" میں خوب سراہا ہے۔

آپ نے کتاب "غنیتہ الطالبین" کے بارے میں بڑی وضاحت فرمائی ہے کہ یہ کتاب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی طرف منسوب کی گئی ہے۔ علامہ پرہاروی سے قبل شیخ ابن حجر مکی نے "فتاویٰ حدیثیہ" میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ترجمہ "غنیتہ الطالبین" میں تصریح فرمائی ہے۔ علامہ پرہاروی کے بعد بھی مولانا برخوردار ملتانی نے "حاشیہ نبراس" میں، فقیر نور محمد قادری نے "مخزن الاسرار" میں، مولانا محمد اعظم نوشاہی نے "قصیدہ غوثیہ" میں، مولانا محمد لطیف زار نے "شہنشاہ بغداد" میں، علامہ فیض احمد چشتی نے ترجمہ "ملفوظات مہریہ" میں، علامہ غلام رسول سعیدی نے "توضیح البیان" میں، علامہ پرہاروی کے حوالے سے اس بات کا ذکر کیا ہے۔

محیر العقول ایجاد

کہا جاتا ہے کہ آپ نے روشن سطح والا کاغذ ایجاد کیا جس کی تحریر رات کو پڑھی جاتی تھی۔ (ہسٹری آف انڈی جینیس ان دی پنجاب، پارٹ ون انگریزی، ص ۱۵۵)

فن کتابت میں مہارت

علامہ پرہاروی تحریر فرماتے ہیں کہ حافظ محمد جمال اللہ ملتانی کے خطوط میں لکھا کرتا تھا۔ خط پیچیدہ اور شکستہ تھا۔ حافظ صاحب صاف اور واضح لکھنے کی تلقین کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ کاتب کو صرف یہی گناہ ہلاک کرنے کے لیے کافی ہے کہ پڑھنے والا اس کے مشکل مکتوب کو پڑھنے کی دردناک تکلیف سے دو چار

ہو۔ (خصال الرضیہ' اردو ترجمہ' ص ۲۶)

اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ابتدا میں خط شکستہ میں لکھا کرتے تھے۔ بعد میں آپ نے فن کتابت میں مکمل مہارت حاصل کر لی اور خوش نویس ہوگئے۔ آپ سریع القلم تھے اور دوسرے ہاتھ سے بھی لکھا کرتے تھے۔ آپ کے بے شمار قلمی مخطوطات سے آپ کی خوش خطی کا اندازہ ہوتا ہے۔ آپ کے دست مبارک سے لکھا ہوا قرآن مجید بھی آپ کے مزار اقدس پر موجود ہے۔

علم طب میں کمالات

علامہ پرہاروی تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مجھے توفیق دی کہ علوم نقلیہ کی تحصیل اور رسوم عقلیہ کی تکمیل کے بعد میری طبیعت میں اس فن شریف (طب) کی تحصیل کا اشتیاق پیدا ہوا میں اس کی بنیادی کتابوں سے آغاز کر کے انتہائی کتابوں تک پہنچا۔ (زمرد اخضر اردو ترجمہ' ص ۲۸) آپ نے علم طب پر اپنی تصانیف میں سیر حاصل تبصرہ فرمایا۔ آپ تجربہ کار طبیب تھے اور نواب مظفر خان شہید ملتانی کے طبیب خاص تھے۔ (آیات ادب' ص ۲۶) علامہ پرہاروی کے کارنامے بے شمار ہیں۔ آپ ایک زبردست طبیب تھے۔ اگر اس زمانے میں ان کو "لقمان الملک" کے خطاب سے یاد کیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ (روزنامہ "کوہستان" ملتان' ۲۵ر نومبر ۱۹۷۰ء' مضمون حکیم انوار محمد خان)

مولانا نے سب سے زیادہ انسان کی صحت کے بارے میں جو مفید خیالات کا اظہار فرمایا ہے' وہ طبی اصول کی ٹھوس بنیاد ہیں۔ سب سے مقدم انسان کے لیے اصول حفظان صحت اور پرہیز انسان فطری طور پر حادثہ کے علاوہ اپنے ہاتھ سے غلطی کا مرتکب ہو کر بیمار ہوتا ہے جس میں سب سے پہلے انسان کے افعال کا بگڑ

جانا ہوتا ہے۔ کیونکہ معدے کے افعال کا انتظام اور بدنظمی انسان کے اپنے اختیار میں ہے جبکہ انسان اشرف المخلوقات ہونے کی حیثیت سے اس پر واجب ہے کہ معدے کی نگہداشت میں تساہل نہ کرے اور ایسی حرکات سے گریز کرے جو معدے کے ہضم کو خراب اور اس کے فعل کو بدمنتظم کرتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ اپنی صحت کی حفاظت کے لیے انسان اپنے ہاتھوں سے اپنی زندگی کو خطرے میں نہ ڈالے۔ ہر شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے ہضم کا خیال رکھے اور ان اشیاء سے پرہیز کرے' جو معدے کے فعل کو خراب یا بدمنتظم کرتی ہیں۔ سادہ غذائیں اور صاف پانی پینے کی عادت بنائیں۔ آج کے رسم و رواج کے مطابق کبھی گرم اور کبھی ٹھنڈی چیزوں کا متواتر استعمال' مثلاً پہلے ٹھنڈا پانی اور پھر گرم چائے معدے میں متضاد حالت پیدا کر کے معدے کو خراب کرنے کا سبب بن جایا کرتی ہیں۔ ہاضمہ کو بے کار کرنے والے بڑے اسباب یہ ہیں:

(۱) نشہ اور چٹ پٹی غذاؤں کا کثرت سے استعمال۔

(۲) بری اور فاسد غذائیں مثلاً چاٹ' جو کہ اکثر خراب پھلوں اور سبزیوں سے بنائی جاتی ہے' کا استعمال۔

(۳) ایسے اثرات کا اپنے دماغ پر مسلط کرنا جن میں غم و غصہ' فکر' سوچ و بچار ہو۔

(۴) کھانا کھانے کے فوراً بعد جنسی مقاربت۔

(۵) کھانے کے بعد شدید مشقت۔

(۶) کھانے کے بعد پھر مزید کھا لینا۔

(۷) اپنے آپ کو تن خوری اور خوش خوری کے حوالے کر دینا۔

(۸) اعتدال سے زیادہ سونا اور جاگنا

(۹) اعتدال سے زیادہ دماغی کام کرنا' آرام کرنا

(۱۰) اور مرغن غذاؤں کا مسلسل استعمال کرنا۔ (تحقیقی مقالہ' علامہ عبدالعزیز الفرہاروی' ص ۴۷)۔

شعر و سخن

قدرت کاملہ نے آپ کو شاعری کا ملکہ بھی عطا کیا۔ آپ ایک باکمال شاعر تھے۔ آپ کا کلام حمد' نعت' مناقب' مناجات' عقاید' اصلاح اور دین اسلام کے سرمدی نغمات کا مرقع ہے' جسے دینی درس گاہوں میں بھی پڑھایا جا رہا ہے۔ عربی فارسی کی بے شمار نظمیں آپ کی تصانیف میں موجود ہیں' جنہیں یکجا کر کے مجموعے کی صورت میں شائع کرنا ایک الگ کام ہے۔ آپ کے کلام کا عربی' فارسی نمونہ جس سے آپ کے عقیدے اور تعلیمات کی وضاحت ہوتی ہے' درج ذیل ہے۔

عربی

حمد الیک اللھم حمدا سرمدا"
و علی محمد ک السلام موبدا"
و علی صحابتہ الکرام جمیعھم
والعترۃ الاطھار دام مخلدا"

(نزہتہ الخواطر عربی' جلد ہفتم' ص ۲۷۷)

ترجمہ : تعریف تیری ہے اے میرے خدا ہمیشہ تعریف اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سدا سلام ہیں اور ان کی اہل

بیت اطہار اور جملہ صحابہ کرام پر ہمیشہ
سلام ہوں۔

فارسی

این مذاہب گفتم اے اہل تمیز
بشنو اکنوں مذہب عبدالعزیز
حب اہل بیتؑ و اصحابؓ نبیؐ
عین ایمان است بشنو اے اخی
مذہب سنی کتاب و سنت است
جائے سنی درمیان جنت است
من کیم امداد فضل ایزد است
بعد ازاں فیض نبیؐ و مرشد است
(ایمان کامل فارسی' ص ۲۵)

ترجمہ : اے اہل خرد یہ مذاہب میں نے بیان کر دیئے ہیں۔ اب عبدالعزیز سے اس کا مذہب سن۔ اے میرے بھائی! اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام کی محبت عین ایمان ہے۔ سنی کا مذہب کتاب اللہ جل شانہ اور سنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اس کا قیام جنت میں ہو گا۔ میں کیا ہوں؟ (بہرحال جو کچھ بھی ہوں) یہ اللہ تعالیٰ کی امداد اور فضل خاص ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے مرشد کریم کا فیض ہے۔

مشرب و مسلک

حضرت علامہ پرہاروی حنفی المذہب چشتی المشرب تھے۔ (النبراس عربی' ص ا)۔ آپ صوفیہ کے نظریہ وحدۃ الوجود کے موید تھے۔ تصوف کی بلند پایہ کتب

آپ کے مطالعہ میں تھیں، جن کا ذکر آپ نے اپنی تصانیف میں جابجا کیا اور صوفیاء کرام کا ذکر خیر نہایت عقیدت و احترام سے کرتے ہیں۔ آپ وحدۃ الوجود سے متعلق "ایمان کامل" میں وضاحت فرماتے ہیں۔

مسلک ثالث عجب بالذات است
مسلک صوفی و اہل حکمت است
حجت ایں قول را گر بنگری
پس بہ بیں شرح فصوص از قیصری
میرود بر ہر کسے از نیک و بد
آنچہ استعداد عین او بود
عین ثابت نیست مجہول خدا
ہمچنیں ہر وصف لازم مراو را
صورت علمیہ حق و است و عین
علم حق آمد قدیم ای اہل زین
زانکہ عین و آنچہ او را لازم است
نیست مجہول خدای حق پرست.

ترجمہ مفہوما"

تیسرا مسلک اپنی ذات میں عجیب ہے اور یہ مسلک صوفی اور اہل حکمت کا ہے اگر تم اس قول کی دلیل چاہتے ہو تو علامہ داؤد قیصری کی شرح فصوص الحکم کو دیکھو۔ ہر کسی سے جو نیک و بد صادر ہوتا ہے وہ اس کے عین ثابتہ کی استعداد ہے، عین ثابت اللہ تعالیٰ کے ہاں مجہول نہیں۔ اس طرح اس کے لیے صفت

لازم ہے۔ یہ عین ثابتہ اللہ تعالیٰ کی علمی صورت ہے اور اس کا عین ہے۔ اے صاحب ادراک اللہ تعالیٰ کا علم قدیم ہے کیونکہ عین اور جو کچھ ہے اس کو لازم ہے۔ اے حق پرست وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مجہول نہیں۔

"وحدۃ الوجود" کے بارے میں محسن ملت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری چشتی نظامی مدظلہ "تذکرہ حضرت شاہ سکندر کیتھلی" کے دیباچہ میں بحوالہ مقدمہ "دیوان فرید" مرقومہ علامہ طالوت' ص ۷۷' مطبوعہ عزیز المطابع بہاولپور تحریر فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے اتحاد کے قائلین کی تکفیر فرمائی ہے اور آج کل کے ترقی پسند ادیب جس وحدۃ الوجود کا پرچار کر رہے ہیں وہ یقیناً اتحاد ہے۔ اکابر صوفیاء کا کلام ان غلط اندیشوں کا ہرگز مؤید نہیں' اس سلسلے میں اس صدی کے سب سے بڑے عالم دین مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کے نزدیک بھی "وحدۃ الوجود" حق ہے۔ فرمایا "توحید" مدار ایمان ہے اور اس میں شک کفر ہے اور وحدۃ الوجود حق ہے۔ قرآن کریم و احادیث و ارشادات اکابرین دین سے ثابت ہے اور اس کے قائلوں کو کافر کہنا شنیع کلمہ کفر ہے۔ رہا اتحاد' بے شک وہ زندقہ و الحاد ہے اور اس کا قائل ضرور کافر ہے' اتحاد یہ کہ یہ بھی خدا اور وہ بھی سب خدا۔

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

باب پنجم

کتب خانہ

آپ کا بہت بڑا کتب خانہ تھا جس کا ذکر حضرت علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اپنے مکتوب میں کیا۔ وہ آپ کے وصال کے بعد محفوظ نہ رہ سکا۔ اکثر و بیشتر دیمک کی نظر ہوگیا' کچھ بے علم ورثاء نے ضائع کر دیا۔ جو کتابیں بچ گئیں وہ اہل علم کے پاس موجود ہیں۔ (راقم کے نانا جان حضرت مولوی خدا بخش ڈھڈی اور ماموں جان مولوی محمد حسین کے ذاتی کتب خانوں میں کئی مخطوطات بھی تھے لیکن ان کے وصال کے بعد تمام ذخیرہ علمی بے حسی اور نامساعد حالات کی نذر ہوگیا)۔

آپ کی تصانیف کا اکثر حصہ قلمی صورت میں مولوی شمس الدین بہاولپوری کے کتب خانہ میں موجود تھا' یہ کتب خانہ بعد میں ان کے پوتے یا پڑپوتے نے نواب بہاولپور کے پاس فروخت کر دیا۔ یہ کتب خانہ صادق گڑھ پیلس' ڈیرہ نواب صاحب میں مقفل پڑا ہے' ڈر ہے کہ یہ علمی خزانہ کہیں دیمک نہ کھا جائے۔ (تذکرۂ مشاہیر قلمی' ص ۵۹' حاشیہ محمد حسن میرانی)۔ بعض کتب خانوں اور لائبریریوں کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ یہاں پر علامہ پرہاروی کے مخطوطات موجود ہیں۔

کتب خانہ حکیم فدا حسین قریشی چشتی' محلہ جھک' اندرون پاک گیٹ' ملتان

کتب خانہ میاں محبوب احمد گورمانی' ٹھٹھہ گورمانی' ضلع مظفر گڑھ

کتب خانہ حکیم مولوی کلیم اللہ' بستی سدھاری' کوٹ ادو

کتب خانہ پیر آف جھنڈا شریف' حیدر آباد' سندھ

کتب خانہ سردار پور جھنڈیر، میلسی

کتب خانہ مولانا عبدالرشید طالوت، ڈیرہ غازی خان

کتب خانہ دربار عالیہ مکھڈ شریف، ضلع اٹک

کتب خانہ منشی عبدالرحمٰن ملتانی، پھلیک روڈ، ملتان

کتب خانہ مولوی خدا بخش بھٹہ، کوٹ ادو

تصنیف و تالیف

حضرت علامہ پرہاروی نے تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری کیا تو آپ کے شب و روز کتب نویسی میں صرف ہوئے۔ آپ نے دنیا کے مختلف علوم و فنون پر بے شمار کتب تحریر کیں۔ ان میں اکثر و بیشتر کتب زیور طبع سے آراستہ نہ ہو سکیں۔ آج کی علمی دنیا آپ کی تحریر اور تبحر علمی پر انگشت بدنداں ہے کہ آپ نے یہ علوم و فنون کیسے حاصل کر لیے۔ آج بھی بعض علمی حلقوں میں آپ کا نام بڑی قدر و منزلت کے ساتھ لیا جاتا ہے اور آپ کی تصانیف سند کا درجہ رکھتی ہیں۔ آپ نے بے شمار علمی یادگاریں چھوڑی ہیں جن کا تعین کرنا ناممکن ہے۔ (ہفت روزہ "الہام" ۷ر ستمبر ۱۹۸۴ء، مضمون: اسد نظامی) منشی عبدالرحمٰن ملتانی نے آپ کی تصانیف کی تعداد تین صد' (تاریخ ملتان ذیشان' ص ۵۶۵) عمر کمال خان ایڈووکیٹ نے دو صد (نواب مظفر خان شہید ملتانی اور اس کا عہد' ص ۱۵۳) اور مولانا محمد اعظم سعیدی نے ایک صد تین (الخصال الرضیہ' اردو ترجمہ' ص ۱۳) مولوی خدا بخش بھٹہ کوٹ ادو کی تحریر شدہ فہرست میں یک صد ہشت کتابوں کے نام درج ہیں۔ آپ کی تصانیف کے کوائف مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ الخصال الرضیہ (عربی) (انسائیکلوپیڈیا اسلامک، جلد ۱۹، ص ۴۰۹،
مقالہ پروفیسر محمد اقبال مجددی)

علامہ پرہاروی نے اس رسالہ کا کوئی نام نہیں رکھا بلکہ ان الفاظ سے آغاز کیا ہے: "فھذا الخصال الرضیہ و الشمال السنیہ مولانا و مرشدنا و ھادینا قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز" (تذکرہ علمائے پنجاب، جلد اول، ص ۲۹۹) لیکن یہ رسالہ جمالیہ، انوار جمالیہ، اسرار جمالیہ، گلزار جمالیہ اور فضائل رضیہ کے مختلف ناموں سے مقبول ہوا۔ بعض تذکرہ نویسوں نے دو علیحدہ علیحدہ رسائل کا ذکر کیا۔ علامہ پرہاروی نے حضرت حافظ محمد جمال اللہ ملتانی کے حالات و واقعات، ملفوظات و مناقب پر صرف یہی ایک رسالہ تحریر فرمایا جو ان کی وفات کے تیسرے دن بعد لکھا گیا۔ یہ رسالہ حضرت حافظ صاحب کی حیاتِ مبارکہ پر مستند و معتبر ہے۔ اس کا ایک نسخہ ابوالعلائی پریس آگرہ سے ۱۳۲۵ھ میں مصطفائی پریس ہور سے ۱۳۳۴ھ میں شائع ہوا۔ اس کا فارسی ترجمہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن ملتانی نے فرمایا اور آخر میں تتمہ کا بھی اضافہ کیا۔ (تاجدار ملتان، ص ۶) جس میں حضرت حافظ جمال اللہ ملتانیؒ حضرت خواجہ خدا بخش خیرپوریؒ اور خواجہ عبیداللہ ملتانیؒ کے حالات تحریر کیے۔ اس کا اردو ترجمہ بمع حاشیہ مولانا محمد برخوردار ملتانی نے گلزار جمالیہ کے نام سے کیا، جسے اسد نظامی نے مکتبہ جمال، جہانیاں خانیوال سے شائع کیا۔ اس کا ایک اور اردو ترجمہ عبدالعزیز اکیڈمی کوٹ ادو کی طرف سے ۱۳۹۷ھ میں شائع ہوا۔ علاوہ ازیں اس کا اردو سرائیکی ترجمہ بھی مولانا محمد اعظم سعیدی نے کیا اور وہ سرائیکی اردو رائٹرز گلڈ کراچی سے ۱۹۸۳ء میں شائع ہوا۔

۲- الصمصام فی اصول تفسیر القرآن (عربی)

رد تاویل' اصول تفسیر اور اس کے متعلقات کے بارے میں ہے۔ نعم الوجیز کے حاشیہ پر طبع ہوا۔ ناشر کو اس کا ناقص نسخہ ہاتھ آیا جس کے درمیان کے چند صفحات غائب تھے' اسی طرح چھاپ دیا گیا۔ محمد عبدالواسع نے مکتبہ سلفیہ' قدیر آباد' ملتان سے شائع کیا۔

۳- السلسبیل فی تفسیر التنزیل (عربی)

یہ نامور تفسیر جلالین کی طرز پر لکھی گئی۔ امام اہل سنت سیدنا احمد سعید کاظمیؒ فرمایا کرتے کہ اگر مدارس عربیہ میں شامل ہو جائے تو خوب رہے گا۔ اس کا خطی نسخہ کتب خانہ سلیمانی' تونسہ شریف میں موجود ہے۔ (بقول مفتی محمد راشد نظامی' ملتان)

۴- رسالہ اثبات رفع السبابہ فی التشہد (عربی)

عربی نظم میں مختصر رسالہ ہے جس میں از روئے حدیث تشہد میں انگشت شہادت اٹھانے کا ثبوت ملتا ہے۔

۵- ایمان کامل (فارسی)

علم الکلام اور عقائد سے متعلق ہے۔ مثنوی شریف کی طرز اور اسلوب و

وزن پر کہا گیا ہے۔ ایک سو دس اشعار کا یہ رسالہ ایک تہائی دور میں مکمل ہوا، جسے ۱۳۰۸ھ میں مجتبائی پریس لاہور نے شائع کیا اور ۱۳۴۰ھ میں اسلامیہ سٹیم پریس لاہور سے طبع ہوا۔ اس کے علاوہ فاروقی کتب خانہ ملتان نے اسے مرام الکلام کے ساتھ شائع کیا۔ حال ہی میں اسے کاظمی کتب خانہ ملتان نے حواشی سمیت شائع کیا۔ اس کا خطی نسخہ کتاب خانہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف، ڈیرہ اسماعیل خان میں موجود ہے۔ کاتب کا نام عبدالجبار ہے۔ (فہرست نسخہ ہائے خطی، کتاب خانہ ہائے پاکستان، جلد اول، ص ۱۸۳)

۶۔ الاکسیر (عربی) سہ جلد

طب کے موضوع پر ضخیم و حجیم کتاب ہے، جو ۱۲۳۰ء میں تالیف ہوئی۔ جلد ثالث کا اردو ترجمہ مولوی شمس الدین بہاولپوری نے "مخزن سلیمانی" کے نام سے ۱۲۹۵ھ میں مکمل کیا، جسے ۱۳۰۸ھ میں نو لکشور لکھنؤ سے شائع کیا گیا۔ اس کا خطی نسخہ میاں مسعود احمد جھنڈیر، میلسی کی لائبریری میں موجود ہے۔ ایک نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں بھی موجود ہے جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر: ۱۱۱۳، خط: نستعلیق، تقطیع: ۱۶ x ۲۵ سم، کاتب: غلام حسین بن مولانا نور احمد، تاریخ: ۱۳۲۰ھ (ہینڈ لسٹ آف عربک مینو سکرپٹس ان دی پنجاب، انگریزی، ص ۴۶۵) پاکستان کے معروف محقق حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ کا بیان ہے کہ "الاکسیر" کی تینوں مطبوعہ جلدیں کسی تاجر کتب نادرہ کے ہاں دیکھی تھیں۔ حکیم محمد حسین بدر کے کتب خانہ میں قلمی نسخہ موجود ہے، جس کا انہوں نے اردو میں ترجمہ بھی کیا جو طبع نہ ہوسکا۔ ایک خطی نسخہ پنجاب پبلک لائبریری میں ہے۔ حجم ہر سہ جلد، ۱۲۰۱ اوراق، تقطیع ۷ x ۱۰٫۲، سطور ۱۵، بہ خط نستعلیق شکستہ روشن۔

(تفصیلی فہرست مخطوطات عربیہ، ص ۲۳۷-۲۴۰)

۷- زمرد اخضر یاقوت احمر (عربی)

طب سے متعلق ہے۔ ۱۲۲۸ھ ماہ شوال و ذی قعدہ میں تالیف ہوئی۔ اس کی تالیف نواب محمد شاہ نواز خان شہید کے ایما پر ہوئی۔ اس کا خطی نسخہ مکتوبہ تیرہویں صدی ہجری پنجاب پبلک لائبریری میں محفوظ ہے جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

حجم: ۲۸۲ صفحات، تقطیع ۶ x ۹۴، سطور: ۱۴، خط: نستعلیق، کشادہ رواں، مکتوبہ: الہ دین ولد میاں احمد بخش، تاریخ: ۱۹۱۶ ب، ۱۶ ماہ چیت۔ (تفصیلی فہرست مخطوطات عربیہ، ص ۲۴۰)۔ اس کا ایک خوبصورت مخطوطہ مولوی خدا بخش بھٹہ کے پاس موجود ہے۔ یہ کتاب "الاکسیر" جلد سوئم کا خلاصہ ہے۔ اس کا فارسی ترجمہ حکیم مظفرالدین نے کیا۔ اس کے دو اردو ترجمے بھی شائع ہو چکے ہیں۔

ایک اردو ترجمہ حکیم علامہ ظہیر احمد سہوانی اور دوسرا اس کی شرح کے ساتھ "مجرب الامراض" کے نام سے حکیم منور علی خان نے کیا۔ (مقالہ علامہ عبدالعزیز پرہاروی، ص) اس کے عربی متن کو فاروقی کتب خانہ ملتان نے ۱۸۲۸ء میں طبع کیا اور شیخ الٰہی بخش جلال دین تاجران کتب کشمیری بازار لاہور نے شائع کیا۔ اس کتاب کا جدید ترجمہ حکیم محمد شریف جگرانوی کر رہے ہیں۔

۸- مشک عنبر (عربی)

علامہ پرہاروی تحریر فرماتے ہیں کہ یہ کتاب اسرار الاطباء کا خلاصہ ہے۔

(مشک عنبر عربی، ص ۴۶، جلد اول) یہ رسالہ مختلف ناموں سے مشہور ہوا۔ الاعنبر، مشک عنبر، عنبر الاشعب، مشک اذفر۔ اس کا ایک قلمی نسخہ کتاب خانہ ہمدانی، مکتبہ الہمدانی، کوٹ مراد خان، قصور میں موجود ہے جس کی تاریخ کتابت ۱۲۳۴ھ ہے۔ (کتاب خانہ ہائے پاکستان، جلد اول، ص ۱۰۰) اس کا ایک اور قلمی نسخہ دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور میں موجود ہے۔ مخطوطہ نمبر: ۵۷۶، تقطیع: ۲۰ x ۱۴ سم، اوراق: ۱۲، خط: نستعلیق، کاتب: فقیر امام الدین، ساکن مڈا، معروف کندیکے۔ (فہرست مخطوطات، جلد سوئم، ص ۳۸۷)۔ زمرد اخضر اور مشک عنبر دونوں کو یکجا کر کے حاجی چراغ دین، سراج دین تاجران کتب، کشمیری بازار نے ۱۹۲۶ء بمطابق ۱۳۴۵ھ میں شائع کیا۔ ان کا اردو ترجمہ حکیم محمد منیر اختر نے کیا، جو ادارۂ طبیب حاذق شاہ دولہ روڈ، گجرات سے شائع ہوا۔ ان کتب کے دو عدد قلمی نسخے حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ نے لاہور عجائب گھر کی لائبریری کو وقف فرمائے، جن کا مختصر تعارف یہ ہے:

۱۔ رسالہ زمرد اخضر یاقوت احمر (قلمی) کتابت ۱۲۱۶ھ

کاتب: نظام الدین، تاریخ کتابت: ۱۹ر پھاگن، دسمبر ۱۹۱۶، سطور: ۱۵ فی صفحہ، متن: کالی روشنائی سے سرخیاں شنگرفی، ہر صفحہ با جدول، اوراق: ۷۵، تفصیل: خصوصیات مشک عنبر، زمرد یاقوت وغیرہ، سائز: ۲۳ x ۱۵ سم ۱۰۳۴ mss ۸۶ / ۱۵۹

۲۔ العنبر بالمسک

عربی، خط: نسخ، ۱۸ سطر فی صفحہ، متن: کالی روشنائی سے، کاتب: نور احمد بن میاں روڈا، تاریخ کتابت: دسمبر ۱۹۲۶ء، ۱۲۸۶ھ، تعداد اوراق: ۱۲، سائز: 25.5 x ۱۶ سم، ۶۴۴ mss / ۸۶ - ۱۴۹۔ (حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ، ص ۷۳-۷۵)

۹۔ کوثر النبی فی اصول حدیث (عربی) دو جلد

اصطلاحات حدیث کے موضوع پر ہے۔ ابتدائی حصہ مکتبہ قاسمیہ' چوک فوارہ' ملتان سے ۱۳۸۳ھ میں شائع ہوا۔ اس کا قلمی نسخہ مکتوبہ ۱۳۲۴ھ خانقاہ سراجیہ' کتاب خانہ سعیدیہ' کندیاں میں موجود ہے۔ (کتاب خانہ ہائے پاکستان' جلد اول' ص ۱۴۱) اس کتاب کی تلخیص "منتخب کوثر النبی" کے نام سے محمد جی نامی ایک عالم نے کی جس کا ایک نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہے۔ نمبر: ARB ۱۸۲۳/۱۹' اوراق: ۲۷' سطور: ۲۶' تقطیع: ۲۷ x ۱۵ سم' خط: شکستہ آمیز' کاتب: غلام محی الدین' تاریخ کتابت: ۱۲۸۴ھ۔ (فہرست مفصل' جلد اول' ۴۲-۴۴) اس کا ایک اور قلمی نسخہ جامعہ رشیدیہ' شاہدرہ کی لائبریری میں موجود ہے۔ (تحقیقی مقالہ' علامہ عبدالعزیز الفرہاروی' ص ۹۱) اس کی جلد دوئم کا قلمی نسخہ مولانا عبدالکریم جامپوری مدرس انوارالعلوم ملتان کے کتب خانے میں موجود ہے۔ علامہ کے وصال کے بعد خدا معلوم اس کا کیا حشر ہوا۔

۱۰۔ النبراس شرح لشرح عقائد (عربی)

علامہ ابو حفص نجم الدین عمر بن محمد معروف بہ نجم النسفیؒ ۵۳۷ھ نے عقائد اہل سنت پر ایک مختصر رسالہ لکھا جس کی کثرت سے شرحیں لکھی گئیں' جن میں علامہ سعد الدین تفتازانی (م ۷۹۲ھ) کی شرح متداول ہے جس پر علامہ پرہاروی نے ۱۲۳۹ھ میں شرح لکھی جو "النبراس" کے نام سے ہے۔ (تذکرہ علمائے پنجاب' جلد اول' ص ۲۹۷) جو سب سے پہلے مصر سے شائع ہوئی۔ (ہفت روزہ

"سفینہ خبر" ۱۰ر جولائی ۱۹۸۹ء) ۱۳۱۸ھ میں حاجی دین محمد اینڈ سنز نے لاہور سے طبع کیا، جس میں مولانا محمد برخوردار ملتانی کا حاشیہ موجود ہے، جو انہوں نے ۱۳۱۶ھ میں تحریر فرمایا۔ مولانا اسد نظامی کا بیان ہے کہ انہوں نے بعض مقامات پر اپنی طرف سے رائے قائم کی ہے۔ اسے مکتبہ قادریہ لاہور نے شائع کیا اور یہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی اکیڈمی، بندیال شریف، سرگودھا سے ۱۹۸۸ء میں شائع کی گئی۔ اسے مکتبہ امدادیہ، دارالعلوم مظہریہ، ملتان نے اس کا معرکتہ الآرا حاشیہ حذف کر کے شائع کیا۔ یہ کتاب مدارس عربیہ میں بطور نصاب پڑھائی جا رہی ہے۔ اس کے خطی نسخے بکثرت مل جاتے ہیں۔ اس کا ایک قلمی نسخہ مولوی فیض محمد قادری مرشد آباد ضلع میانوالی کے پاس موجود ہے۔ (نمائش نوادرات و مخطوطات، جشن ملتان، ص) اس کا ایک خوبصورت قلمی نسخہ دارالعلوم محمودہ محمودیہ، تونسہ شریف میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ اس کا نامکمل قلمی نسخہ پروفیسر جعفر بلوچ کے پاس موجود ہے، جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

کاتب: گل محمد، سن کتابت: ۱۳۰۰ھ، خط: نستعلیق، روشنائی: سیاہ، حاشیہ: سرخ روشنائی، سطور فی صفحہ: ۱۷، سائز: ۲۰ x ۳۰ سم۔

۱۱- صراط مستقیم

دینیات اور عقائد سے متعلق ہے۔ اکثر حصہ اس کتاب کا خود مصنف کا مکتوبہ ہے، کچھ حصہ کسی شاگرد کا لکھا ہوا ہے۔ یہ مخطوطہ نواب بہاولپور کے کتب خانے میں موجود ہے۔ (تذکرۂ مشاہیر، قلمی ص)

۱۲- العتیق (عربی)

۱۳- کلید مستجاب

۱۴- سدرۃ المنتہیٰ (فارسی)

۱۵- کلام الامام (فہرست مطبوعہ و غیر مطبوعہ قلمی تصانیف، علامہ پرہاروی)

"پینتالیس عربی فارسی نعتوں کا مجموعہ" مصطفائی پریس لاہور سے طبع ہوا۔

۱۶- مناظرۃ الجلی فی علوم الجمیع (عربی)

یہ مناظرہ کوثر النبی حصہ اول کے ساتھ ملتان سے شائع ہوا۔ اس کا اردو ترجمہ مولانا منظور احمد سعیدی، استاذ جامعہ راشدیہ پیر جوگوٹھ شریف سندھ نے کیا۔ خدا کرے جلد منظر عام پر آ جائے۔

۱۷- مرام الکلام فی عقائد الاسلام (عربی)

یہ کتاب عقائد اہلسنت کے متعلق ہے۔ فاروقی کتب خانہ ملتان سے شائع ہوئی۔ اس کا قلمی نسخہ دیال سنگھ لائبریری میں موجود ہے، جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے: مخطوطہ نمبر ۲۹۹، تقطیع: ۲۰ x ۱۳ سم، اوراق: ۱۳۱، خط: نسخ و نستعلیق۔ (فہرست مخطوطات عربی، فارسی، جلد دوئم، ص ۱۰۷)

۱۸۔ حاشیہ عزیزیہ

منطق کے مشہور رسالے "ایساغوجی" پر حاشیہ لکھا گیا ہے۔ اس کا قلمی نسخہ مولانا اسد نظامی کے پاس موجود ہے۔

۱۹۔ الناھیہ

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل مناقب پر ایک محققانہ کتاب ہے' جو ۳ر رمضان ۱۲۳۲ھ میں مکمل ہوئی' جسے ادارہ "الصدیق" ملتان نے شائع کیا۔ اس مطبوعہ نسخے کو مکتبہ ایشیق ترکی استنبول نے ۱۹۸۳ء میں چھاپا۔ اس کا اردو ترجمہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی نے ۱۴۰۰ھ میں مکمل کیا' جسے عبدالعزیز اکیڈمی کوٹ ادو نے مع عربی متن کے شائع کیا۔ یہی ترجمہ کتب خانہ اسلامیہ ملتان سے ۱۳۵۲ھ میں شائع ہوا۔ اسے معاویہ پبلی کیشنز' مدرسہ معمورہ' بخاری اکیڈمی' مہربان کالونی نے بھی شائع کیا۔ اس کا ایک اور اردو ترجمہ مولانا فیض احمد اویسی بہاولپور نے بھی کیا' علاوہ ازیں اردو ترجمہ کر کے مولانا محمد اعظم سعیدی نے مدرسہ دعوت القرآن کراچی سے ۱۹۸۴ء میں شائع کیا۔ ان کتاب کا اصل قلمی نسخہ دارالعلوم محمودہ محمودیہ تونسہ شریف میں موجود ہے' جس پر علامہ پرہاروی کے دستخط موجود ہیں۔ صدر المشائخ حضرت خواجہ غلام نظام الدین تونسویؒ نے زر کثیر صرف کر کے وقف کتب خانہ فرمایا۔

۲۰۔ الالواح (عربی) موضوع عملیات تعویذات (السرالمکتوم عربی' ص ۵۲)

۲۱۔ رسالہ الاوفاق (عربی)

یہ الالواح کا خلاصہ ہے' جسے السر المکتوم کے ساتھ مولوی عبدالکریم

جاموری نے ملتان سے شائع کیا۔

۲۲۔ البحر المحیط (عربی) موضوع: تفسیر و متعلقات

۲۳۔ وحی مقدس موضوع: تفسیر

نواب بہاولپور کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ (تذکرہ مشاہیر، قلمی ص)

۲۴۔ نعم الوجیز (عربی)

علم بیان و بدیع سے عبارت ہے۔ یہ رسالہ ۱۷ ربیع الاول ۱۲۳۶ھ کو مکمل ہوا۔ اس کا قلمی نسخہ کتب خانہ سعیدیہ، خانقاہ سراجیہ کندیاں میں موجود ہے، جو فارسی رسم الخط میں ہے اور ۱۱۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کا حوالہ نمبر ۳۰۶ ہے۔ اس کے علاوہ اس کے دو نسخے مکتبہ مولانا غلام محمد چیچہ وطنی ساہیوال کے پاس محفوظ ہے۔ ایک نسخے کے کاتب مشتاق ہیں۔ ۳۹ صفحات پر مشتمل خط شکستہ میں لکھا گیا ہے۔ دوسرے نسخے کے کاتب مولانا غلام محمد ہیں۔ یہ نسخہ ۱۱۳ صفحات پر مشتمل خط نستعلیق میں ہے۔ نعم الوجیز مکتبہ سلفیہ قدیر آباد ملتان سے شائع ہوا تھا۔

۲۵۔ السر المکتوم ما اخفاہ المتقدمون (عربی)

علم اوفاق، تکسیر، جفر سے متعلق ہے، جسے مدرسہ انوار العلوم ملتان کے استاد مولانا عبدالکریم جاموری نے مختصر حالات کے ساتھ نوبہار الیکٹرک پریس ملتان سے شائع کرایا اور بعد میں ۱۳۹۷ھ میں عبدالعزیز اکیڈمی کوٹ ادو کی جانب سے شائع کیا گیا۔ قلمی صورت میں کتب خانہ سید عباس حسین شاہ گردیزی پی۔ سی۔ ایس ریٹائرڈ ملتان کے پاس موجود ہے۔ (نمائش نوادرات و مخطوطات، جشن ملتان، ص)

۲۶۔ شرح حصن حصین

اوراد و وظائف سے متعلق ہے۔ مولوی جلال الدین کھگہ چاہ کھگے والا مضافات محمود کوٹ ضلع مظفر گڑھ کے پاس موجود ہے۔ اس کا ایک بوسیدہ نسخہ مولانا اسد نظامی کے پاس بھی موجود ہے۔ (آیات ادب' ص)

۲۷۔ کلید مستجاب (فہرست مطبوعہ و قلمی تصانیف علامہ پرہاروی' ص)

۲۸۔ میزناب

۲۹۔ المرفوعات

۳۰۔ معجون الجواہر موضوع: مختلف علوم پر بحث

۳۱۔ جامع العلوم الناموسیہ والعقلیہ

۳۲۔ کنزالعلوم

اقسام علوم کی تعریف پر مبنی ہے۔ ابوالعلائی پریس آگرہ سے ۱۳۳۸ھ میں شائع ہوئی۔ (المحصال الرضیہ' اردو ترجمہ' ص ۱۳)

۳۳۔ دیوان عزیزی (فارسی)

مولانا اسد نظامی کے پاس اس کے چند قلمی صفحات موجود ہیں۔ انہوں نے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ سے منسوب "انیس الارواح" کے اردو ترجمہ میں علاوہ پرہاروی کا خواجہ غریب نواز کے حضور نذرانہ عقیدت شامل کیا ہے۔ (انیس الارواح' اردو ترجمہ' ص ۳۰۴)

۳۴۔ البنطاسیا فی علوم المختلفہ (عربی)

الہیات کے موضوع پر ہے اور مختلف علوم پر بحث کی گئی ہے۔ مثلاً فلسفہ'

معانی، کیمیا، ریمیا، ہیئت، طبیعات وغیرہ۔ اس کا ایک قلمی نسخہ گولڑہ شریف میں موجود ہے۔ ایک اور نسخہ حکیم محمد صدیق سہیل کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ (نمائش نوادرات و مخطوطات، جشن ملتان، ص)

۳۵۔ السر السماء (عربی)

ہیئت اور زائچہ سے متعلق ہے۔ اس کا قلمی نسخہ مولانا احمد نظامی کے پاس ہے۔ ایک اور مخطوطہ کتب خانہ سعیدیہ، خانقاہ سراجیہ کندیاں میں موجود ہے، جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

اوراق: ۲۲۲، تقطیع: ۲۰x۳۰ سم، سطور: ۱۴، خط نستعلیق۔ (فہرست نسخہ ہائے خطی، کتاب خانہ ہائے پاکستان، ص ۱۶۵)

۳۶۔ صلوۃ المسافر موضوع: نماز قصر

۳۷۔ یاقوت التاویل فی اصول تفسیر (عربی)

۳۸۔ تکمیل العرفان

۳۹۔ سر المعاد موضوع: دینی معاملات اور مسائل پر بحث

۴۰۔ المستجاب موضوع: عملیات

۴۱۔ اللوح المحفوظ فی التفسیر (عربی) دو جلد

قرآن مجید کی تفسیر دو جلدوں میں ہے، جس میں دینی معاملات پر بحث کی گئی ہے۔ قلمی نسخہ مولانا اسد نظامی کے پاس موجود ہے۔

۴۲۔ فرہنگ مصطلحات طبیہ (فارسی) موضوع: علم طب

۴۳۔ الیاقوت (عربی) سہ جلد (فہرست مطبوعہ و قلمی تصانیف، علامہ

پرہاروی، غیر مطبوعہ، ص)

علوم قدیمہ و جدیدہ کا جامع تعارف ہے۔ اس کی ایک جلد قلمی صورت میں سردار محمد افضل ڈیروی کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

۴۴۔ التریاق (عربی) دو جلد

طب کے موضوع پر ہے۔ قلمی نسخہ تونسہ شریف کی لائبریری میں موجود ہے۔ (کتاب خانہ ہائے پاکستان، جلد اول، ص ۱۶۵)

راقم الحروف نے یہ دونوں جلدیں عبدالتواب اکیڈمی بوہڑ گیٹ ملتان میں دیکھی، تھیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔ جلد اول، اوراق: ۱۱۶، خط: نسخ، تقطیع: ۲۷ x ۱۷ سم، سطور: ۲۵۔ اس کے ساتھ دوسری جلد کا بھی حصہ شامل ہے۔ جلد دوئم، اوراق: ۲۵۴، خط: شکستہ، تقطیع: فل اسکیپ، تاریخ کتابت: ذی قعد ۱۳۷۳ھ، کاتب مولوی قمرالدین بن مولانا عبدالخالق نقشبندی جامپوری۔

۴۵۔ مسائل اسماع

۴۶۔ نہایت الاعمال

۴۷۔ الدر المکنون

۴۸۔ رسالہ فی الجفر الجامع

۴۹۔ الالہامیہ (عربی)

طبیعات میں چاند گرہن اور سورج گرہن سے متعلق ہے۔

۵۰۔ التمیز فی تنقیح فلسفہ موضوع: رد فلسفہ یونان

۵۱۔ الیواقیت فی علم المواقیت موضوع: علم اوقات

(فہرست مطبوعہ و قلمی تصانیف علامہ پرہاروی غیر مطبوعہ)

۵۲۔ حاشیہ شرح جامی قلمی نسخہ اسد نظامی کے پاس ہے۔

۵۳۔ جواہر العلوم (بغیتہ الکامل السامی، عربی، ص ۸۸)

۵۴۔ مخزن العوارف موضوع: تصوف

۵۵۔ الاوقیانوس

۵۶۔ منتہی الکمال

علم جفر، تکسیر، عملیات سے متعلق نہایت جامع کتاب ہے۔ اس کا قلمی نسخہ مولانا اسد نظامی کے پاس ہے۔

۵۷۔ حاشیہ مسلم الثبوت

اصول فقہ کی معتبر کتاب ہے، جس میں علامہ پرہاروی کا معرکہ آرا حاشیہ ہے۔ اس کا خطی نسخہ مولانا اسد نظامی کے پاس موجود ہے۔

۵۸۔ تخمین التقویم موضوع: اخراج تاریخ

۵۹۔ النیرین موضوع: علم ہیئت

۶۰۔ انموذج

۶۱۔ شرح التجرید

۶۲۔ عقائد المرام

۶۳۔ مخزن الاسرار مخطوطہ ملکیت اسد نظامی

۶۴۔ کبریت احمر موضوع: علوم ریاضی

۶۵۔ تسہیل السعود موضوع: دنیا کے طول و عرض پر بحث

(فہرست مطبوعہ و قلمی تصانیف علامہ پرہاروی غیر مطبوعہ)

۶۶ - الاوسط (عربی) موضوع: علم نحو

۶۷ - کتاب الامثال (عربی) حبیب فائق ملتانی کے پاس مخطوطہ موجود ہے۔

۶۸ - تسہیل السیارات (عربی) موضوع: فلکیات و تسخیر سیارگان

۶۹ - فضائل اہل بیت قلمی نسخہ، مملوکہ اسد نظامی

۷۰ - عمائد الاسلام فی عمدۃ المرام (عربی) موضوع: علم الکلام (فہرست مطبوعہ و غیر مطبوعہ، قلمی تصانیف علامہ پرہاروی، ص)

۷۱ - کتاب الطب (عربی) دو جلد

۷۲ - شموس الانوار موضوع: عملیات

۷۳ - المفردات (عربی)

قلمی نسخہ مولوی خدا بخش بھٹہ کے پاس موجود ہے۔ یہ طب سے متعلق ہے۔

۷۴ - السرا لمکنون منتہی الکمال کا خلاصہ ہے۔

۷۵ - بیاض الطب

۷۶ - شرح قانونچہ (مقالہ علامہ عبدالعزیز پرہاروی، غیر مطبوعہ، ص)

۷۷ - تفسیر عزیزی

۷۸ - بیاض عزیزی

۷۹ - حاشیہ مدارک

۸۰- معدن الخزائن

۸۱- اختصار تذکرۂ طوسی

۸۲- تمرین فی علم الکسوف والخسوف

۸۳- ابوائے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۸۴- حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۸۵- تحفہ عبیدیہ

۸۶- حکایات اولیاء

۸۷- رسالہ نبض

۸۸- رسالہ قصد

۸۹- تفسیر تبارک الذی بیدہ الملک

۹۰- حقیقتہ الوحی

۹۱- مخزن احمدی

۹۲- مکتوبات عزیزی (فہرست مطبوعہ و قلمی تصانیف، علامہ پرہاروی، غیر مطبوعہ، ص)

۹۳- تعلیقات رسالہ تہذیب الکلام (عربی)

قلمی صورت میں مولوی خدا بخش بھٹہ اور مولانا اسد نظامی کے پاس موجود ہے۔

۹۴- ملخص الاتقان فی علوم القرآن

۹۵۔ اعجاز التنزیل فی البلاغتہ

۹۶۔ ماغاسط فی الحکمتہ الریاضیہ و علم الرصد

۹۷۔ کتاب السل (فارسی)

طب کے موضوع پر ہے۔ اس کا کوئی مستقل نام نہیں۔ کتاب السل لغیر الحقیقی کے الفاظ سے آغاز کیا گیا ہے۔ مولوی خدا بخش بھٹہ کوٹ ادو کے پاس موجود ہے۔ اس کا اردو ترجمہ مولوی حسن بخش فارسی ماسٹر کوٹ ادو نے کیا۔

۹۸۔ تسخیر اکبر

۹۹۔ البیت المعمور

۱۰۰۔ البیت المحفوظ

۱۰۱۔ صرف عزیزی

۱۰۲۔ نحو عزیزی

اس کا ایک بوسیدہ قلمی نسخہ مولوی خدا بخش بھٹہ کے پاس موجود ہے۔

۱۰۳۔ تفسیر سورۃ الکوثر (فہرست مطبوعہ و قلمی تصانیف علامہ پر ہاروی

۱۰۴۔ حب الاصحاب موضوع: فضائل صحابہ

۱۰۵۔ رسالہ فی رد الروافض خطی نسخہ مملوکہ اسد نظامی

۱۰۶۔ ماء بما ابیض (عربی) موضوع: فلسفہ شریعہ (تذکرۂ مشاہیر' قلمی ص)

۱۰۷۔ نسائخ مجربہ کبیر موضوع: طب و عملیات

۱۰۸۔ نسائخ مجربہ صغیر موضوع: طبی نسخے (الحصال الرضیہ' اردو ترجمہ'

ص ۱۴)

۱۰۹۔ علم اسطرنومیا کبیر

۱۱۰۔ علم اسطرنومیا صغیر

۱۱۱۔ علم اسطرنومیا متوسط (فہرست مطبوعہ و قلمی تصانیف، علامہ پرہاروی، غیر مطبوعہ، ص)

علامہ پرہاروی کا اپنی تصانیف پر ذاتی تبصرہ

علامہ پرہاروی نے اپنی کتب کے بارے میں جو خصوصیات بیان فرمائی ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

انگریزوں کو علم اسطرنومیا سیکھنے کا بہت اشتیاق تھا لیکن تلاش بسیار کے باوجود انہیں یہ علم پڑھانے والا کوئی نہ مل سکا، جبکہ اس فقیر نے اس علم میں جلیل القدر کتاب تصنیف کی۔ ابرخوس (یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ایک سو چالیس برس قبل گزرا ہے۔ علم ہیئت کا ماہر تھا۔ اس فن میں بہت اضافہ کیا۔ اس کی تصانیف یونانی سے عربی میں ترجمہ کی گئیں) بھی کتاب کو دیکھ کر انگشت بدنداں رہ جاتا اور بطلیموس (یہ پہلا شخص ہے جس نے اصطرلاب (آلات نجوم) بنایا۔ اس کے زمانہ میں بہت بڑے سامان سے رصد خانہ بنا اور اجرام فلکی کے حالات تحقیق کیے گئے۔ اس کا نظام تمام یورپ میں مدتوں یعنی کوپر نمکس کے زمانہ تک متداول رہا۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اس کی کتاب مجسطی، جو علم ریاضی پر ہے، عرب ہی کی بدولت یورپ پہنچی۔ عربی سے لاطینی اور پھر فرانسیسی میں ترجمہ کیا گیا، جو پیرس میں ۱۸۱۷ء میں شائع ہوا) اس کے دلائل کے

سامنے سر تسلیم خم کر لیتا۔ (کوثر النبی' جلد اول' مع مناظرۃ الجلی فی علوم الجمیع' ص ۱۰۵)

عہد آدم سے لے کر آج تک کسی شخص نے علم ریاضی پر اس جیسی جامع کتاب نہیں لکھی' جو میں نے کبریت احمر لکھی ہے۔ (ایضاً' ص ۱۰۲) موجودہ دور کی کتب پر اس کتاب (الاکسیر) کو بہت سی باتوں میں فضیلت حاصل ہے اور بہت سے فضائل ہیں کہ جن کی وجہ سے یہ کتاب اکثر دیگر کتابوں پر حاوی ہے۔ (الاکسیر' جلد سوئم' اردو ترجمہ' ص ۲)

یہ کتاب خزائن ربانیہ کی اکسیر ہے اور فضل خداوندی کا ایسا عظیم الشان خزانہ ہے کہ بقراط (حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پانچ سو سال قبل اس نے فن طب کو مرتب کیا اور کتابیں لکھیں۔ اس کی کتابوں کے عربی نیں تراجم کیے گئے۔ ان میں فصول' شفاء الامراض قابل ذکر ہیں) اور جالینوس (۵۹ء میں پیدا ہوا۔ ہندسہ حساب پڑھنے کے بعد سترہ برس کی عمر میں طب کی تحصیل شروع کی اور اس کی تکمیل کے لیے ایتھنز' سائرس' اٹلی' اسکندریہ کا سفر کیا۔ اس نے فن طب کے متعلق بہت سے نئے مسائل دریافت کیے اور کتابیں لکھیں' جو قدیم زمانہ میں اسلامی درس گاہوں کے نصاب تعلیم میں شامل تھیں' ان میں ابرہان' الطیب بہت مقبول ہیں) حیرت زدہ ہیں اور ارکاغامیس (یہ بھی مشہور یونانی حکیم اور فلسفی تھا) اور براقلموس (۴۱۲ء میں پیدا ہوا۔ فلسفہ اور ریاضی میں استاد وقت تھا۔ یہ مذہب عیسوی کا سخت مخالف تھا۔ اس کی تصانیف بھی عربی میں ترجمہ کی گئیں) حیران ہیں۔ (تفصیلی فہرست' مخطوطات عربیہ' ص ۲۳۸)

آپ کی تصانیف پر مشاہیر کی آراء

منشی شیر محمد نادر ملتانی

علامہ پرہاروی تحریر کرنے کا نہایت اعلیٰ درجے کا ذوق رکھتے تھے اور بہت سی قلمی کتب جمع کر رکھی تھیں اور انہوں نے ہر فن کی تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔ (زبدۃ الاخبار' فارسی' ۸۵)

مولوی شمس الدین بہاولپوری

علامہ پرہاروی نے اپنی کتاب الاکسیر میں ایسا غریب طریقہ ملحوظ فرمایا ہے جو کسی کو میسر نہیں یعنی ہر ایک کو علم میں لحاظ مسائل شرعیہ اس حد تک ملحوظ رکھا کہ یہ مسئلہ مخالف اور یہ موافق اور یہ سکوت عنہ شرع کا۔ (الاکسیر' اردو ترجمہ' جلد سوئم' ص ۲۳۷)

مفکر اسلام' شاعر مشرق' حکیم الامت' علامہ اقبالؒ اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

مخدومی جناب میر صاحب'

السلام علیکم! ایک بزرگ علامہ عبدالعزیز بلہاروی تھے' جن کا انتقال ۱۲۶۰ھ میں ہوا۔ انہوں نے ایک رسالہ "سر السماء" کے نام سے لکھا' جس کی تلاش مجھے ایک مدت سے ہے۔ تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ علامہ موصوف کا کتب خانہ ایک بزرگ مولوی شمس الدین بہاولپوری کے قبضہ میں چلا گیا تھا' شاید مولوی شمس الدین ان کے کوئی عزیز تھے یا کیا؟ بہرحال اس عریضے کا مقصود یہ ہے کہ ازراہ عنایت آپ مذکورہ بالا رسالے کی تلاش میں مجھے مدد دیں۔ قابل دریافت امر یہ ہے کہ کیا علامہ عبدالعزیز مرحوم کا کتب خانہ بہاولپور میں محفوظ ہے؟

ممکن ہے مولوی شمس الدین کے خاندان میں وہ کتب محفوظ ہوں۔ اگر مولوی شمس الدین کے خاندان میں وہ کتب محفوظ ہیں تو رسالہ بالا ممکن ہے ان کتب میں مل جائے۔ آپ مہربانی کر کے اپنے اثر و رسوخ کو اس مقصد کے لیے کام میں لائیں' جس کے لیے میں آپ کا نہایت ممنون ہوں گا۔ اس کے علاوہ جو مقصد میرے زیر نظر ہے وہ قومی ہے' انفرادی نہیں ہے۔ امید ہے آپ کا مزاج بخیر ہو گا۔ اس خط کے جواب کا انتظار رہے گا۔

مخلص محمد اقبال بیرسٹر۔ لاہور

(ماہنامہ "المعارف" لاہور' دسمبر ۱۹۸۳ء)

مورخ لاہور میاں محمد دین کلیم نے علامہ اقبال کی "خواجگان چشت سے عقیدت" پر ایک مقالہ تحریر فرمایا' جو ماہنامہ "عرفات" لاہور میں جون ۱۹۸۶ء میں شائع ہوا جس کا نسخہ راقم کو موصول ہوا' تو میاں صاحب کو لکھا کہ آپ نے علامہ پرہاروی کا ذکر اس مقالے میں کیوں نہیں شامل کیا۔ انہوں نے معذرت کر لی تو راقم نے میاں صاحب کو اسی خط کی فوٹو کاپی ارسال کر دی۔ افسوس کہ ان کی عمر نے وفا نہ کی اور علامہ کا ذکر اس میں شامل نہ ہو سکا' البتہ انہوں نے علامہ پرہاروی کا تذکرہ اپنی آخری تصنیف "تذکرۂ مشائخ چشت" میں ضرور کیا۔ وہ مسودہ حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے کتب خانہ میں موجود ہے اور طباعت کے انتظار میں پڑا ہے۔ اس کا ایک حصہ منتخب شدہ "چشتی خانقاہیں اور سربراہان برصغیر" مکتبہ نبویہ' گنج بخش روڈ لاہور سے شائع ہوا

مخدومی الحاج حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ بیان فرماتے ہیں۔ علامہ پرہاروی کی تصانیف کا جو اعلیٰ معیار ہے، اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی جیسے بلند پایہ بزرگ تھے۔

پروفیسر ضمیر الحسن چشتی، گورنمنٹ کالج کوٹ ادو

کوثر النبی جیسی بلند پایہ تالیف کا موضوع علم اصول حدیث ہے۔ اس عظیم تالیف کے باعث مصنف علام کا شعار ان علمائے حدیث میں کیا جا سکتا ہے جنہیں اس بات کا احساس تھا کہ برصغیر پاک وہند میں علوم حدیث کی طرف کماحقہ توجہ نہیں دی گئی۔ (تحقیقی مقالہ، علامہ عبدالعزیز الفرہاروی، غیر مطبوعہ، ص ۸۷)

مولانا عبدالقادر آزاد، خطیب شاہی مسجد

علامہ عبدالعزیز کی بعض کتب یورپ میں بھی پائی گئی ہیں، خاص طور پر آپ کی فلکیات کی کتاب سے انگریزوں نے کافی فائدہ حاصل کیا اور چاند کی معلومات کے بارے میں انگریزوں کے لیے مفید ثابت ہوئی۔ انگریزوں نے ایک کمیٹی بنائی ہے جس پر انہوں نے لاکھوں روپے خرچ کیے ہیں۔ یہ کمیٹی آپ اور آپ کی کتابوں کے بارے میں تحقیق کر رہی ہے۔ (ایضاً، ص ۲۳)

ڈاکٹر پروفیسر خیرات محمد ابن رسا، سابق وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی لاہور

علامہ پرہاروی کا منظوم عربی رسالہ "جامعتہ الازہر" قاہرہ، مصر میں پڑھایا جا رہا ہے۔ (ضلع مظفر گڑھ، تاریخ ثقافت تے ادب سرائیکی، ص ۱۵۳)

سید مناظر احسن گیلانی

جب شرح عقائد شروع ہوئی تو میرے ایک پنجابی استاد مولانا محمد اشرف

مرحوم نے شرح عقائد کی ایک گمنام شرح کا پتہ دیا' اس کا نام النبراس ہے اور اب بھی اس سے لوگ ناواقف ہیں۔ یہ ملتان ہی کے ایک غیر معروف بزرگ مولانا عبدالعزیز کی تصنیف ہے اور ملتان ہی سے شائع ہوئی ہے۔ انہوں نے یہ کتاب منگوائی۔ واقعہ یہ تھا کہ اس کتاب میں عام درس مذاق سے زیادہ مفید چیزیں ملنے لگیں اور اس کے مطالعہ میں زیادہ لذت ملنے لگی۔ میں اس کا اعتراف کرتا ہوں کہ علم کلام کا تصوف کے نظری حصہ سے جو تعلق ہے سب سے پہلے اس کا سراغ مجھے النبراس ہی کے چراغ کی روشنی میں ملا۔ اس میں کتابی الجھنوں سے زیادہ واقعات سے دماغوں کو قریب کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ (مشاہیر علم کی محسن کتابیں' ص ۵۰)

منشی عبدالرحمٰن ملتانی

علم نجوم اور فلکیات کے متعلق علامہ پرہاروی کا ایک رسالہ کیمبرج یونیورسٹی کے نصاب میں شامل ہے اور یونیورسٹی کی طرف سے تین رکنی کمیٹی آج سے تقریباً چھبیس سال قبل علامہ کے مزید حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے ملتان آئی تھی۔ (تاریخ ملتان' ذیشان' ص ۵٦۵)

عمر کمال خان ایڈووکیٹ

علامہ پرہاروی کو اپنی کتاب النبراس پر فخر حاصل تھا۔ (فقہاء ملتان' ص ۳۳)

علامہ محمد اعظم سعیدی

آپ کے علمی تفوق اور ادلہ قاہرہ کے شہ پارے ہمیں آپ کی تصنیف النبراس میں جا بجا نظر آتے ہیں۔ (الخصال الرضیہ' اردو سرائیکی ترجمہ' ص ١٢)

مولانا غلام مہر علی گولڑوی

علامہ پرہاروی نے ایسی کتابیں لکھیں کہ متقدمین اور متاخرین سے بھی سبقت لے گئے۔ (الیواقیت مہریہ' عربی' ص ۱۵۱)

مولانا مشتاق احمد چشتی

کتاب النبراس ایک لافانی قندیل کی حیثیت رکھتی ہے' اسی طرح مرام الکلام فی عقائد الاسلام بھی آپ کی مایہ ناز کتاب ہے فارسی۔ میں آپ کا منظوم کلام "ایمان کامل" کے نام سے موسوم ہے۔ اس منظوم کتاب میں انتہائی جامعیت کے ساتھ دریا کو کوزے میں سمو دیا گیا ہے۔ (ایمان کامل' فارسی مع حاشیہ' ص ۲)

سیٹھ عبید الرحمٰن بہاولپوری علیگ

مولانا عبدالکلام آزاد نے بھی حضرت کی کتب کے مطالعہ کی خواہش ظاہر کی تھی' غالباً آپ کی کوئی عربی فارسی کتب مطبوعہ یا مخطوطہ ان کی نظر سے گزری ہوں گی اور آزاد صاحب آپ کی جملہ تصانیف دیکھنے کے آرزومند ہوئے ہوں۔ (الناھیہ' اردو ترجمہ' ص ۱۰)

جی ڈبلیو لائٹنر۔ سابق پرنسپل اورنٹیل کالج' رجسٹرار گورنمنٹ کالج' بانی و چیف ایگزیکٹو آفیسر جامعہ پنجاب۔ لاہور

ادویات پر ان کی کتابیں وسیع شہرت رکھتی ہیں اور برعظیم میں سند سمجھی جاتی ہیں۔ ان میں نمایاں ترین "اکسیر اعظم"۔ "زمرد اخضر" ہیں' جو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دور میں طبع ہوئیں۔ (ہسٹری آف انڈی جینیس ایجوکیشن ان دی پنجاب' پارٹ ون' ص ۱۵۵'

باب ششم

مناکحت و اولاد

علامہ پرہاروی نے بستی پرہاراں سے ڈیڑھ کلو میٹر کے فاصلے پر بستی سدھاری کی ایک خاتون سے نکاح کیا، جس سے ایک فرزند تولد ہوا، جس کا نام آپ نے عبدالرحمٰن رکھا، جو اڑھائی سال کی عمر میں وفات پا گیا۔ اس کی قبر آپ کی قبر سے متصل ہے۔ (ضلع مظفر گڑھ، تاریخ ثقافت تے ادب سرائیکی، ص ۱۵۱، ۱۵۲)

وصال و تدفین

۱۲۳۹ھ بمطابق ۱۸۲۴ء میں بستی پرہاراں شریف میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کو اسی مسجد و مدرسہ کے احاطے میں دفن کیا گیا، جہاں آپ طلباء کو درس دیتے تھے، آپ کا مرقد منور غیر پختہ حالت میں موجود ہے۔

مادہ ہائے تاریخ وصال

آہ مظہر حبیب اللہ	ابدال رضی اللہ عنہ
۱۲۳۹ھ	۱۲۳۹ھ

مشہور ہے کہ غبی طالب علم آپ کے مزار پر حاضر ہو کر مسجد شریف میں دو رکعت نفل ادا کر کے اس کا ثواب آپ کی روح کو پہنچائے تو وہ کند ذہن نہ رہے گا، اس کا مرض نسیان دور ہو جائے گا، یہ بات اکثر کم فہم طلباء کی آزمودہ اور مجرب ہے۔ (فیضان نور، ص ۶۱)

پروفیسر ضمیرالحسن چشتی صاحب اپنے تحقیقی مقالے میں مولانا عبدالقادر

تونسوی کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ جب حافظ محمد جمال اللہ ملتانیؒ نے علامہ پرہاروی کی وفات کے متعلق سنا تو ان للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ یہ بات درست نہیں ہے' کیونکہ علامہ پرہاروی نے حضرت حافظ صاحب کے وصال کے بعد انتقال فرمایا۔ البتہ مندرجہ بالا اقتباس حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ اور حضرت خواجہ خدا بخش خیرپوریؒ سے منسوب ہے۔

علامہ پرہاروی کے وصال کے بارے میں تین من گھڑت اور بے بنیاد بیان چند تذکرہ نویسوں نے لکھے ہیں۔

منشی عبدالرحمٰن ملتانی لکھتے ہیں کہ آپ نے کنویں میں چھلانگ لگا کر خودکشی کی (معاذاللہ) (تاریخ ملتان' ذیشان' ص ۵۶۶)

مولانا محمد موسیٰ مولانا غلام رسول کے حوالے سے مرقوم ہیں کہ مولانا شیخ احمد ڈیرویؒ نے حسد کی بناء پر آپ پر جادو کر دیا' جس سے آپ کی وفات ہوئی۔ (بغیتہ الکامل السامی' عربی' ص ۸۸)

مولانا اسد نظامی کا بیان ہے کہ آپ کی وفات زہر دینے سے ہوئی۔ (ہفت روزہ الھام' مشائخ نمبر'۲۱ فروری ۱۹۷۵' ص ۳۰)

مندرجہ بالا تینوں بیانات ناقابل قبول ہیں جو علامہ پرہاروی کے خلاف ایک سازش معلوم ہوتے ہیں۔ علامہ پرہاروی صوفی با صفا عارف باللہ تجربہ کار طبیب اور عامل کامل تھے' ان حضرات کے علاوہ کسی اور نے اپنی کتاب میں اس کا ذکر نہیں کیا۔

چوں ندید ند حقیقت رہ افسانہ زدند

مولانا شیخ احمد ڈیروی رحمتہ اللہ علیہ پر بھی بہتان عظیم ہے' جن کی تمام زندگی قرآن و حدیث کی تبلیغ و اشاعت اور ان پر عمل کرتے ہوئے گزری' بھلا وہ کیوں علامہ پرہاروی پر جادو اور حسد کرتے۔ وہ تو علامہ کے گہرے دوستوں میں سے تھے۔

روحانی و دینی علوم کی درس گاہ

علامہ پرہاروی نے حصول علم سے فراغت کے بعد بستی پرہاراں شریف میں درس گاہ قائم کی، جس میں آپ نے درس و تدریس کا آغاز کیا، جہاں پر دور دراز کے بے شمار طلباء حاضر ہو کر آپ کی تبحر علمی سے مستفیض و مستنیر ہوتے رہے۔ علاوہ ازیں آپ کے روحانی علوم سے بھی بے شمار لوگوں سے فیوض و برکات حاصل کیے۔ بعد از انتقال سلسلہ تدریس بند ہوگیا۔ ۱۳۷۹ھ میں کوٹ ادو کے نائب تحصیلدار شیخ حبیب اللہ خان نے غلام محمد ولد رائے داد پرہار کے تعاون سے اس مدرسہ کا دوبارہ سنگ بنیاد رکھا، جو اس وقت سے مدرسہ عربیہ عزیزیہ کے نام سے موسوم ہے۔ یہ درس گاہ آپ کے مزار سے ملحق ہے۔ (روزنامہ "کوہستان" ملتان، ۲۵ر دسمبر ۱۹۶۷ء، مضمون مولانا عبدالقادر تونسوی)

جس کے نام کافی زرعی و سکنی اراضی وقف ہے۔ گورنمنٹ پاکستان پر یہ فرض عائد ہے کہ علامہ پرہارویؒ کے مزار، مسجد اور درس گاہ کو محکمہ اوقاف کی تحویل میں دے کر از سرنو تعمیر کرایا جائے۔

تلامذہ

• نواب شاہنواز خان شہید سدوزئی ملتانی

آپ متبحر عالم باعمل تھے اور ملتان کے لوگوں کی آنکھ کا تارا تھے۔ آپ نے مولانا عبدالعزیز پرہاروی سے کسب علم کیا۔ دفاع ملتان کی جان اور نواب مظفر خان کے لائق فرزند تھے۔ ۱۸۱۸ء کے آخری معرکہ ملتان میں اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ سکھوں سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ آپ شیخ الاسلام غوث بہاؤالدین ذکریا ملتانیؒ کی درگاہ کے احاطے میں مدفون ہیں۔ علامہ پرہاروی نے اپنی کئی کتابوں میں ان کی فقہی بصیرت کا ذکر کیا۔ (فقہاء ملتان، ص ۳۶)

منشی شیر محمد نادر ملتانی مرقوم ہیں کہ شاہنواز خان شہید علامہ پرہاروی کی زبر

تربیت رہنا بہت پسند کرتے ہیں۔ (زبدۃ الاخبار' فارسی' ص ۸۵)

علامہ پرہاروی نے بھی "زمرد اخضر" اور "نعم الوجیز الصمصام" میں ان کا ذکر کیا ہے۔

مولانا پیر امام شاہ

بقول شیخ الحدیث حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمتہ اللہ علیہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالعزیز پرہاروی کے شاگرد پیر امام شاہ تھے' جو تقریباً ایک سو دس سال کی عمر پاکر اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔ علامہ کاظمی شاہ صاحب ان کی بہت عزت و تکریم کیا کرتے تھے اور وقتاً" فوقتاً" ان سے ملاقات کے لیے ان کے پاس جایا کرتے تھے۔ پیر امام شاہ بہت بڑے اور بلند پایہ عالم تھے' بالکل سادہ زندگی گزارتے تھے۔ (تحقیقی مقالہ علامہ عبدالعزیز الفرہاروی' ص ۹)

بقول مولوی خدا بخش ھٹہ کوٹ ادو کے آپ خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ کے مرید تھے اور شاہ پور سرگودھا سے تعلق تھا۔

رائے ہوت پرہار

مولانا عبدالقادر تونسوی مرقوم ہیں کہ رائے ہوت پرہار علامہ پرہاروی کے مرید خاص تھے' انہوں نے ہر طرح سے تعاون کیا اور ہمیشہ علامہ پرہاروی کے ساتھ رہے۔ (روزنامہ "کوہستان"' ملتان' ۲۵ر دسمبر ۱۹۶۷ء' مضمون عبدالقادر تونسوی)۔ علامہ پرہاروی نے اپنی کسی بھی تصنیف میں اپنی پیری مریدی کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی بعد کے تذکرہ نویسوں نے یہ بیان کیا۔ البتہ یہ گمان غالب ہے کہ رائے ہوت پرہار علامہ پرہاروی کے شاگردوں میں سے تھے اور بستی پرہاراں شریف کے سکونتی تھے۔ ان کی نسل اور خاندان کے لوگ اب بھی وہاں پر موجود ہیں اور وہ اپنے آباؤ اجداد کو علامہ پرہاروی کا مرہون منت سمجھتے ہیں۔

آپ کی شخصیت پر تذکرہ نگاروں کا تبصرہ

منشی شیر محمد نادر ملتانی:

حافظ عبدالعزیز علوم کی حقیقتوں کو حاصل کرنے میں بہت صاحب ادراک تھے۔ قوت حافظہ نہایت قوی رکھتے تھے اور مطالعہ اور مذاکرہ کے لیے کتب معتبرہ کے صفحات و اوراق حفاظ کی طرح پڑھ جاتے تھے۔ تحریر کرنے کا نہایت اعلیٰ درجے کا ذوق رکھتے تھے۔ (زبدۃ الاخبار فارسی' ص ۸۵)

مولانا محمد برخوردار ملتانی:

علامہ پرہاروی محدث و مفسر تھے' علوم عقلیہ و نقلیہ پر کامل دسترس رکھتے تھے۔ فروع و اصول کے ماہر تھے' بلکہ آپ کو علم و ادب سے غذا دی گئی۔ (حاشیہ النبراس' عربی' ص ۱)

مولانا عبدالحیٔ لکھنوی:

آپ ہمیشہ مطالعہ کتب میں مصروف رہتے تھے۔ اغنیاء سے پرہیز کرتے تھے اور ان کی نذر و نیاز قبول نہیں کرتے تھے۔ اتباع سنت نبوی اور ترک تقلید کی طرف میلان قوی تھا۔ (نزہتہ الخواطر' عربی' جلد ہفتم' ص ۲۷۷)۔ مولانا عبدالحیٔ نے علامہ پرہاروی کے بارے میں لکھا کہ ترک تقلید کی طرف میلان قوی تھا۔ پتہ نہیں مولانا نے یہ بات کس بنا پر لکھی ہے' حالانکہ علامہ پرہاروی نے امام اعظم ابوحنیفہ کو "النبراس" میں اپنا امام تسلیم کیا اور "ایمان کامل" میں تحریر فرماتے ہیں ہست ایمان مقلد معتبر۔ رہا اقتباس "الیاقوت" کا تو علامہ پرہاروی قرآن و حدیث کے خلاف اندھی تقلید کے قائل نہ تھے۔

مولوی عزیز الرحمٰن بہاولپوری

مولوی عبدالعزیز ایک بہت بڑے علامہ' عامل' شاعر' مصنف' حکیم اور جامع

کمالات گزرے ہیں۔ (تذکرہ مشاہیر، قلمی، ص ۵۹)

حکیم محمد حسین بدر چشتی علیگ ڈیرہ نواب صاحب

بے باکی اور صاف گوئی آپ کی فطرت تھی۔ (تاریخ الاطباء پاک و ہند، جلد اول، قلمی، ص)

میاں محمد دین کلیم لاہوری

آپ برصغیر پاک و ہند کے ان تین چار قابل قدر علماء میں سے تھے جن کے مرتبے کو کوئی عالم نہیں پہنچ سکا۔ (تذکرہ مشائخ چشت، قلمی، ص)۔

مولانا غلام مہر علی گولڑوی چشتیاں شریف

علامہ ظاہری باطنی علوم میں یگانہ روزگار تھے۔ علم فضل کی بدولت اہل دنیا کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ فقراء و مساکین کا علاج مفت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے علامہ کو ذکا و فہم کا وافر حصہ عطا کیا۔ (الیواقیت مہریہ، عربی، ص ۱۵۲)۔

ڈاکٹر محمد اختر راہی

چشتی صوفیائے کرام عام طور پر امراء کے درباروں سے دور رہے ہیں۔ علامہ موصوف بھی امراء سے مستغنی تھے۔ تاہم جہاں علم و دین کی لگن نظر آتی وہاں تعلق رکھتے تھے۔ (تذکرہ علمائے پنجاب، جلد اول، ص ۲۹۷)۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی لاہور

تیرھویں صدی ہجری میں خطہ پنجاب کے کبار علماء میں سے تھے۔ (فقہائے پاک و ہند، جلد دوئم، ص ۱۰۰)۔

مولانا محمد موسیٰ لاہور

پنجاب کی سرزمین میں ایسا شخص پیدا نہیں ہوا۔ (بغیتہ الکامل السامی' عربی' ص ۸۸)۔

حکیم انوار محمد خان کوٹ ادو

مولانا عبدالعزیز نے اپنی پوری زندگی انسانی خدمت کے لیے وقف کر دی۔ کوٹ ادو ایک پس ماندہ مقام ہے' مگر اس علاقے کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس سرزمین پر ایک ایسے عالم باعمل صوفی باصفا کا جنم ہوا جو تاریخ میں دینی و ملی لحاظ سے سنہرا باب ہے۔ (روزنامہ "کوہستان" ملتان' ۲۵ر دسمبر ۱۹۷۰ء' مضمون حکیم انوار محمد خان)۔

اختتامیہ

منقبت در توصیف علامہ پرہاروی

پادشاہ مقبلاں عبدالعزیز
آفتاب چشتیاں عبدالعزیز
رہبر شرع و طریقت' با خدا
پیشوائے کاملاں عبدالعزیز
آں مبلغ حامی دین نبی صلی اللہ علیہ وسلم
رہنمائے طالباں عبدالعزیز
مخزن سر حقیقت با صفا
عارف راز نہاں عبدالعزیز
قبلہ گاہ اہل دیں ارباب حق
مرشد پیر و جوان عبدالعزیز

من چہ گفتم شان آں ذوالاحتشام
موج بحر بیکراں عبدالعزیز
داعئ اعلائے کلمہ حق، متیں
شاہ مردان زماں عبدالعزیز
رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

ہدیہ تشکر

راقم السطور کتاب ھذا کی ترتیب تحقیق، تالیف، تفویض کے سلسلے میں حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ بانی مرکزی مجلس رضا پاکستان لاہور، جناب سید جمیل احمد رضوی صاحب ڈپٹی چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور، مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب ماہنامہ المعارف لاہور، جناب انجم رحمانی صاحب ڈپٹی ڈائریکٹر میوزیم لاہور، جناب ابوالطاہر فدا حسین فدا مدیر ماہنامہ مہر و ماہ لاہور، فاضل محترم جناب مرزا غلام قادر صاحب لاہور، جناب پروفیسر جعفر بلوچ صاحب گورنمنٹ سائنس کالج لاہور، جناب منصور اصغر صاحب مجلس خدام اسلام لاہور، جناب پروفیسر افتخار احمد چشتی سلیمانی صمدی مدظلہ چشتیہ اکیڈمی فیصل آباد، جناب غلام حسن میرانی نوشاہی صاحب اردو اکیڈمی بہاولپور، جناب محمد نعیم طاہر سہروردی سنجر پور صادق آباد، مفتی محمد راشد نظامی ملتان، مولانا اسد نظامی جہانیاں، خانیوال، مولانا عبدالعزیز نظامی کوٹ ادو، سید شاہ جہاں شاہ کوٹ ادو، محمد شفیع کوثر صاحب کوٹ ادو، صوفی عبدالرحمٰن شکیب کوٹ ادو، صوفی محمد بیاض سونی پتی رحمتہ اللہ علیہ کوٹ ادو، محمد قاسم راز کوٹ ادو، کا تہہ دل سے ممنون ہوں جنہوں نے راقم کو خاصا قابل قدر مواد فراہم کیا اور اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا اور ان حضرات کا بھی سپاس گزار ہوں جن کی کتب، رسائل، اخبارات، مضامین سے راقم الحروف نے استفادہ کیا۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت ان سب کو اجر جزیل سے نوازے اور انہیں ان کے ہر نیک مقصد میں کامیاب و کامران فرمائے۔ (آمین)۔

حرف آخر

دور حاضر میں قدیم جدید علوم کے لیے علامہ پرہاروی کی نگارشات پر تحقیق کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ آپ کی عربی، فارسی تصانیف جدید مؤرخین کے لیے ایک عجوبہ ہیں، اس مسئلے کے حل کے لیے ان کے اردو، انگریزی میں تراجم کیے جانے چاہئیں اور اشاعتی اداروں سے بھی درخواست ہے کہ وہ علامہ پرہاروی کی کتب کی اشاعت کر کے عام کریں اور دینی دنیاوی منافع حاصل کریں۔ آپ کی تصانیف یونیورسٹی کے نصاب میں شامل کیے جانے کے لائق ہیں۔ اس طرح نوجوان طبقہ آپ کے دینی و ملی افکار سے مستفید ہو سکے گا۔ علماء فقہاء، دانشور، مؤرخین، محققین اور تذکرہ نویسوں کو علامہ کی شخصیت پر اور آپ کی تصانیف پر کام کرنا چاہیے، جو امت مسلمہ کے لیے مینارۂ نور کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان پر تحقیق کرنا ہمارا دینی و ملی فریضہ ہے۔

ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد کو بھی آپ کی شخصیت و افکار پر متوجہ ہو چاہیئے اور اپنے ہاں شعبۂ تحقیقات علامہ پرہاروی قائم کر کے ریسرچ اسکالرز کو تحقیق کے لیے عنوانات دینے چاہئیں۔ شومئی قسمت کچھ حضرات نے سہواً قصداً چند ایک تصانیف علامہ پرہاروی سے منسوب کی ہیں اور بعض نے ان میں تحریف کرنے کے بھی ناکام جسارت کی ہے۔ چند ایک نے تو حسد کی بنا پر علامہ پرہاروی سے بے بنیاد خرافات منسوب کی ہیں۔ محققین اور تذکرہ نگاروں کو اس مسئلے میں احتیاط برتنا لازم ہے۔ کچھ حضرات ایسے بھی ہیں جو علامہ پرہاروی کے مخطوطات کو دبائے بیٹھے ہیں اور ان سے کسی کو بھی مستفید نہیں ہونے دیتے۔ سراسر زیادتی ہے اور قوم سے دشمنی کی ایک مثال ہے۔ حکومت کو چاہیے ایسے علم دشمن عناصر سے وہ نادر ونایاب نسخے حاصل کر کے انہیں عام کرے۔ الحمدللہ اب اعلیٰ طبقہ میں علامہ پرہاروی کی شخصیت اور خدمات سے متعارف ہونے کا رجحان پیدا ہو رہا ہے اور پی۔ ایچ۔ ڈی، ایم اے کے مقالے لکھے جا رہے ہیں۔ ۱۹۷۳ء پنجاب یونیورسٹی لاہور کی جانب سے پروفیسر ضمیرالحسن چشتی ایم۔ اے عربی کا ایک مقالہ لکھ چکے ہیں جو یک صد صفحات پر مشتمل ہے۔

پچیس صفحات پر علامہ پرہاروی کے حالات زندگی درج ہیں باقی پچھتر صفحات پر علامہ کی کتابوں پر تبصرہ اور ان کے کچھ حصے اختصار سے شامل کیے گئے ہیں۔ بہاء الدین ذکریا ملتان یونیورسٹی کی جانب سے ان پر پروفیسر محمد شریف سیالوی اور پروفیسر شفقت اللہ پی۔ ایچ۔ ڈی کر رہے ہیں اور ایک ایم۔ اے عربی کے طالب علم حافظ حبیب اللہ بھی مقالہ لکھ رہے ہیں۔ سنجرپور صادق آباد سے محمد نعیم طاہر سہروردی ایم۔ اے بھی بارہ صفحات پر مشتمل ایک مقالہ لکھ چکے ہیں۔ مولانا محمد اعظم سعیدی بھی علامہ پرہاروی کی حیات پر مبسوط مقالات پر مشتمل ضخیم کتاب ترتیب دے رہے ہیں' خدا کرے کہ وہ جلد از جلد منظر عام پر آ جائے اور انہوں نے کراچی میں شیخ پرہاروی اکیڈمی قائم کی ہے۔ مولانا اسد نظامی نے بھی علامہ پرہاروی کی تصانیف کی تلاش میں جو اہم کردار ادا کیا وہ قابل تحسین ہے۔ مولوی خدا بخش بھٹہ نے بھی عبدالعزیز اکیڈمی قائم کی ہوئی ہے۔ اس سلسلے میں راقم الحروف نے بھی "ادارہ معارف عزیزیہ" قائم کیا ہے۔ ابھی علامہ پرہاروی پر بہت سا کام ہونا باقی ہے۔ اگر ان پر کام کرنے والوں سے تعاون اور ان کی حوصلہ افزائی کی جائے تو بہتر ہو گا۔

قطعہ تاریخ وطباعت

سوانح حیات حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی علیہ الرحمتہ

—— مولفہ مجی متین کاشمیری ——

حیات حضرت عبدالعزیز کے اوراق
علوم حکمت و شعر و ادب کا شہ پارہ
نشان منزل مقصود طالبوں کے لیے
صفا و صدق کی تعلیم اس کا ہر نقطہ
مہ و مہر کی شعاعوں کے نور سے معمور
سدا بہار مہکتے گلوں کا گل دستہ
فدا سے سال طباعت پہ اس کے ہاتف نے
کہا . مرقع ذکر جمیل برجستہ

۱۴۱۳ھ

رقیمہ ابوالطاہر فدا حسین فدا

مدیر مہروماہ لاہور

بپاس خاطر حکیم اہل سنت الحاج حکیم محمد موسیٰ امرتسری زید مجدہ